مسلسل اشاعت کا تیئسواں سال

ماہنامہ معارفِ رضا کراچی

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل

اسلامی جمہوریہ پاکستان

E-mial : marifraza@hotmail.com

صاحبزادہ وجاہت رسول قادری

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

مشاورت

علامہ شاہ تراب الحق قادری
الحاج شفیع محمد قادری
علامہ ڈاکٹر حافظ عبدالباری
منظور حسین جیلانی
حاجی عبداللطیف قادری
ریاست رسول قادری
حاجی حنیف رضوی
کے. ایم. زاہد

تصحیح و ترتیب
حافظ محمد علی قادری

اشتہارات
سید محمد خالد قادری

کمپوزنگ
شیخ ذیشان احمد قادری

سرکولیشن
محمد فرحان الدین قادری

ہدیہ فی شمارہ =/15 روپیہ ، سالانہ =/150 روپیہ ، بیرونی ممالک =/10 ڈالر سالانہ ، لائف ممبرشپ =/300 ڈالر

نوٹ: رقم دستی یا بذریعہ منی آرڈر/ بینک ڈرافٹ بنام "ماہنامہ معارف رضا" ارسال کریں، چیک قابل قبول نہیں

25 ر جاپان مینشن، ریگل چوک صدر، کراچی 74400 فون: 021-7725150
فیکس: 021-7732369، ای میل: marifraza@hotmail.com

(پبلشرز مجید اللہ قادری نے باہتمام حریت پرنٹنگ پریس، آئی آئی چندریگر روڈ، کراچی سے چھپوا کر دفتر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی سے شائع کیا)

آئینہ

اپنی بات

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

فگند زمزمۂ عشق در حجاز و عراق
نوائے بانگِ غزلہائے حافظِ شیراز

قارئینِ کرام!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سن ۲۰۰۳ء کی صبحِ نو کے افق پر ''معارف رضا'' علم وعرفان کے ''آفتاب جہانِ نو'' کے لباس میں ایک نئی آن بان کے ساتھ طلوع ہورہا ہے، بحمد للہ ''معارف رضا'' کی مسلسل اشاعت کا یہ ۲۳ رواں سال ہے۔ ہم اپنی اس شاندار اشاعتی کامیابی کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود ہیں، اسی کی طرف رجوع لاتے اور اسی کے حضور مزید، مسلسل کامیابیوں کے لئے دستِ دعا بلند کرتے ہیں۔

ہم نے اس بار قارئینِ ذی وقار کے مشوروں کی روشنی میں ''معارفِ رضا'' کو نئی سج دھج کے ساتھ شائع کرنے اور اس کے حسن میں مزید نکھار پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ مضامین کے انتخاب میں تنوع پیدا کیا گیا ہے تا کہ ہر اک قاری اپنے اپنے علمی اور دینی مذاق کے مطابق اس سے بھرپور استفادہ کر سکے۔ کیونکہ بحمد اللہ گذشتہ ۲۳ ربرسوں میں معارف رضا کے قارئین کا حلقہ برصغیر پاک وہند کے افق سے نکل کر حجاز و مصر، عراق ولبنان اور یورپ وامریکہ تک وسیع ہو چکا ہے۔

ہم نے عنوانات کے انتخاب میں بنیادی تبدیلیاں بھی کی ہیں۔ طلباء اور خواتین کی دلچسپی کے لئے طلباء کا معارف، ''بچوں کا معارف'' اور ''خواتین اور اسلام'' کے تحت معلومات افزاء مضامین کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ قرآن کا پڑھنا ایک مسلمان کیلئے باعثِ رحمت وثواب ہے، اور یہ دنیا وآخرت میں اس کی فلاح ونجات کا ضامن ہے۔ قرآن فہمی (سمجھنا اور پڑھنا) کی ضرورت کے تحت ''معارفِ قرآن'' کے عنوان سے ہم نے ایک نیا سلسلہ شروع کیا ہے۔

ایک مومن کے لئے قرآن فہمی کے ساتھ ساتھ حدیث فہمی بھی ضروری ہے کیونکہ خود قرآنی آیات کے معانی ومطالب کا سمجھنا اور قرآنی احکامات پر عمل پیرا ہونا محتاج ہے معلم کائنات، حامل قرآن علیہ السلام کی تشریح وتعبیر اور اعمال واقرار کا۔ لہذا احدیث دانی اور حدیث فہمی کی اس اہم ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ''معارف رضا'' کے عنوان سے مضامین کا ایک نیا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ جس میں ہم ہر ماہ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ العزیز مجموعۂ احادیث ''جامع الاحادیث'' سے ایک حدیث شریف متن ومعالی اور خود ان کی بیان کردہ شرح کے ساتھ پیش

کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔

ایک مومن کی زندگی کے شب و روز اور کردار و گفتار کا محور و مرکز سید عالم ﷺ کی ذات گرامی اور آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہے۔ ''تجلیاتِ سیرت مصطفی ﷺ'' کے خوبصورت نام سے عالم اسلام کے نامور علماء کی نگارشات کو پیش کرنے کا سلسلہ شروع کیا ہے تاکہ اسوۂ حسنہ کے چراغ کی تابناک کرنیں قاری کی روح اور ایمان کو جلا بخشیں۔

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ دنیا کے تمام علوم کی طرح سائنس بھی اسلام کے اصول کے تابع ہے۔ ''نور نبوت'' سے اخذ شدہ علم ہی حقیقی اور برھانی علم ہے۔ وہ نفوس قدسیہ جنہوں نے دربار رسالت سے وراثۂ علوم حاصل کئے، انہوں نے عقل حقیقی اور عقل برھانی کی روشنی میں کائنات کے سربستہ رازوں سے پردہ اٹھایا اور سائنس کی دنیا میں حیرت انگیز کارنامے انجام دیئے۔ مغربی ممالک کی آج کی تمام تر سائنسی ترقی انہی مسلمان علماء اور عقلاء کی مرہون منت ہے۔ ''اسلام اور سائنس'' کے عنوان کے تحت انہی مسلمان سائنسدانوں کے علمی کارناموں اور ایجادات کو پیش کیا جارہا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جن وانس کی تخلیق کا مقصد اپنی بندگی کو قرار دیا ہے۔ ایک مومن کا کمال یہ ہے کہ اس کی حیات مستعار کا ہر لمحہ تصور رسالت پناہی اور ذکر الٰہی میں بسر ہو۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ''دل بیار و دست بکار'' کی کیفیت پیدا ہو۔ یہ جبھی ممکن ہے کہ جب دنیوی زندگی بسر کرنے کے ساتھ ساتھ ایک مومن کی زبان درود و اذکار اور وظائف و اوراد میں رطب اللسان ہو۔ نیز یہ کہ انسان سے زندگی میں گناہ سرزد ہوتا رہتا ہے، گناہ مانند زہر، مہلک وتباہ کن ہے۔ زہر خوری کا انجام موت ہے خواہ وہ قصداً کھائے یا بھول کر کھائے، ہر زہر کا ایک تریاق ہے۔ گناہ کے زہر کا تریاق توبہ واستغفار ہے۔ اللہ رحمٰن ورحیم نے بندوں کو دعا، تعلیم، فرمائی۔ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں دعائیہ کلمات وارد ہیں مسلمان کیلئے لازم ہے کہ حسب حال ان کلمات طیبات سے اپنے گناہوں سے استغفار کرے ''معارف القلوب'' کے عنوان سے مختصر اعمال و اذکار کا سلسلہ اسی لئے شروع کیا گیا ہے۔ تاکہ آج کی ہنگامہ خیز، نفسیاتی دباؤ اور کھنچاؤ کی زندگی میں ہم اس پر عمل پیرا ہوکر جہاں اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کریں گے وہیں ''اطمینانِ قلب'' کی دولت سے بھی بہرہ ور ہوسکیں گے۔ ان کے علاوہ اسلاف کرام کے احوال و واقعات اور ان کی حیات وخدمات، پرملکی اور عالمی سطح پر ہونے والی جدید تحقیقی اور تصنیفی سرگرمیوں کی رپورٹ، جو آپ کو ''معارف رضا'' کے صفحات کے علاوہ کہیں اور نہیں ملے گی۔

ہمیں امید ہے کہ قارئین کرام ''معارف'' کے اس نئے سیٹ اپ کو نہ صرف سراہیں گے بلکہ معارف کی مزید اشاعت اور ممبر سازی میں ہمارے ساتھ ہر طرح سے عملی تعاون فرمائیں گے اور اپنی مفید تجاویز سے بھی وقتاً فوقتاً نوازتے رہیں گے۔ ہمیشہ کی طرح اس بار بھی ہماری کوشش ہوگی کہ ہم درج بالا عنوانات کے تحت تحقیقی نگارشات اور معیاری تحریرات سے معارف رضا کے معنوی حسن کو خوب سے خوب تر بنائیں ہمیں امید ہے کہ اس ''سعی مشکور'' میں ہمارے محترم قارئین کے علاوہ عرب وعجم کے نامور محقق علما اور فاضل اہل قلم حضرات کا تعاون بھی ہمیں ان شاء اللہ حاصل رہے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اخلاص واستقامت عطا فرمائے اور دین اسلام اور مسلکِ حقہ اور مذہب مہذب اہلسنت والجماعت کے عقائد کی تبلیغ واشاعت کے لئے قوت وہمت اور مزید وسائل سے نوازے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

ہزار شکر دیدم بکام خویشت باز ترا بکام خود و باتو خویش را دمساز

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اور لفظ اللہ کی خصوصیات

حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمة الله علیه *

انسان کو چاہیے کہ ہر وقت اپنی عاجزی اور کمزوری اور نیاز مندی اور رب تعالیٰ کی قدرت اور رحمت اور بے نیازی پر نگاہ رکھے تاکہ بڑے سے بڑا کام کرنے پر بھی اس کے دل میں یہ غرور پیدا نہ ہو کہ میں نے اتنا بڑا کام کرلیا۔ بلکہ یہ خیال رہے کہ جو کچھ کیا رب نے کیا۔ اس کا فضل تھا کہ مجھ سے کرالیا اور یہ بات جب ہی حاصل ہوگی جب کہ ہر وقت اللہ کی طرف دھیان رہے۔ لہذا جب کہ ہر کام کے شروع ہی میں ''بسم اللہ'' پڑھ لے گا تو ان شاء اللہ کبھی اس میں ''میں'' نہ پیدا ہوگی۔ بلکہ ''تو ہی تو'' میں فنا رہے گا

''بسم اللہ'' کے حروف کے نکات:

بسم اللہ کو ''ب'' سے شروع کیا گیا اور اسم کے ''الف'' کو گرادیا۔ اس میں چند حکمتیں ہیں:

پہلی حکمت، انسان نے عالم ارواح میں پیدا ہوکر سب سے پہلے لفظ ''بلیٰ'' بولا تھا۔ یعنی رب تعالیٰ نے فرمایا ''کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟''۔ سب نے عرض کیا ''بلیٰ''، یعنی ہاں تو سب سے پہلے انسان کے منہ سے ''ب'' نکلی۔ رب تعالیٰ نے اپنے کلام کو ''بے'' سے شروع کیا تاکہ قرآن پاک پڑھتے ہی وہ عہد و میثاق یاد آجائے۔

دوسری حکمت، خدا پاک کا نام ''برء'' اور ''بارّ'' اور ''باریٔ'' بھی ہے اور یہ ''ب'' سے شروع ہوتے ہیں۔ تو گویا اس میں رب تعالیٰ کے بہت سارے ناموں کی طرف اشارہ بھی ہوگیا۔

تیسری حکمت، نحوی قاعدے سے ''ب'' ملانے کے لئے آتی ہے اور قرآن کی تلاوت کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ سے ملنا ہی چاہتا ہے اور ''الف'' بے تعلقی چاہتا ہے اسی لئے وصل کی حالت میں گزر جاتا ہے تو یہ چونکہ ملنے کا وقت ہے اس لئے ''ب'' سے ابتداء کی گئی۔

چوتھی حکمت ''ب'' میں انکسار ہے اور ''الف'' میں بلندی ہے لکھنے میں اور بولنے میں بھی۔ لہذا بندے کے اظہار عاجزی کے لئے ''ب'' ہی مناسب ہے۔ اسمیں اسم اللہ ہے، جہاں بسم اللہ کہا گیا باللہ نہ کہا گیا جس کے معنے یہ ہوئے کہ اللہ کے نام سے شروع کر رہا ہے۔ کیونکہ ابھی بندے کی ابتدائی حالت ہے۔ اوّلاً نام تک تو پہنچ لے بعد کو ذات تک پہنچے گا۔ دوسرا نکتہ یہ ہے کہ اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ جس طرح اللہ کی ذات سے برکت اور مدد حاصل کی جاتی ہے، اسی طرح اللہ کے نام یعنی لفظ ''اللہ'' سے بھی برکت اور مدد حاصل کی جاسکتی ہے۔ حالانکہ لفظ

''اللہ'' رب نہیں یہ تو کچھ حروف کا مجموعہ ہے۔ جب ''الف'' ''لام'' ''الف'' اور ''ہ'' سے مدد اور برکت لینا جائز ہے تو اللہ کے پیاروں سے مدد لینا بھی بدرجہ اولیٰ جائز ہے کیونکہ وہ ان حرفوں سے تو کم نہیں۔

نکتہ: مجھ سے بعض بزرگوں نے فرمایا اِسْمُ اللّٰہِ'' حضور ﷺ کا بھی نام پاک ہے جیسے کہ ''ذِکْرُ اللّٰہِ'' بھی حضور علیہ السلام کا نام ہے۔ دیکھو دلائل الخیرات شریف۔ اور حضور ﷺ کو ''اِسْمُ اللّٰہِ'' اس لئے کہتے ہیں کہ ''اسم'' وہ ہوتا ہے جو ذات کو بتائے اور ذات پر دلالت کرے اور حضور ﷺ نے بھی اللہ کی ذات کو ظاہر کیا۔ رب تعالیٰ حضور علیہ السلام کا خالق ہے اور حضور علیہ السلام اس کے مظہر اتم ہے۔

جب محمد ہوئے رسول اللہ
تب کھلا لا الٰہ الا اللہ

جل جلالہ و ﷺ

نیز بقاعدۂ نحوی اسم پر سارے فعل اعتماد کرتے ہیں اور وہ کسی پر اعتماد نہیں کرتا۔ دیکھو مار کا اعتماد زید پر ہے نہ کہ زید کا اعتماد مار پر۔ یعنی زید ہو تو ''مار'' پائی جائے نہ یہ کہ مار فعل ہو تو زید پایا جائے۔ اسی طریقے سے حضور نبی کریم ﷺ پر سارے عالم کا اعتماد ہے بلکہ اعتماد کو بھی آپ پر اعتماد ہے۔ لیکن آپ کو بجز پروردگار کی ذات کے کسی پر اعتماد نہیں۔ نیز بقاعدۂ نحوی اسم فعل کا محتاج نہیں بلکہ فعل، اسم کا حاجت مند ہے۔ یعنی فعل بغیر اسم کے ملے ہوئے جملہ (پوری بات) نہیں بن سکتا اور اسم بغیر فعل کے جملہ بن سکتا ہے۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ عالم میں کسی کے حاجتمند نہیں بلکہ سارا علم ان کا محتاج ہے کہ وہ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ با قاعدۂ تصوف کہاں کا اسم اور کہاں کا فعل؟ یہ سب اعتبارات ہیں۔ اصل حقیقت محمدیہ ہی ہے، یہ سب اس کے پرتو سائے ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے کیا خوب فرمایا۔

وہ نہ تھا تو باغ میں کچھ نہ تھا
وہ نہ ہو تو باغ ہو سب فنا!
وہی جان ہے جان سے ہے بقاء
وہی بن ہے بن ہی سے بار ہے

فرماتے ہیں۔

باادب جھکالو سر ولا کہ میں نام لوں گل و باغ کا
گلِ تر محمدِ مصطفیٰ چمن ان کا پاک دیار ہے!

یہ بہت اچھی تاویل ہے اور کسی قاعدۂ شرعیہ کے خلاف نہیں۔ اب آگے جو اَلرَّحْمٰنُ اور اَلرَّحِیْمُ آرہا ہے وہ یا تو اللہ کی صفت ہو یا لغوی معنیٰ میں ''اِسْمُ اللّٰہ'' کی یعنی رسول اللہ ﷺ کی اور حضور علیہ السلام کو رحیم تو قرآن نے فرمایا۔ رہا لفظ رحمٰن اس کے متعلق گزارش یہ ہے کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج میں فرمایا کہ حضور تمام صفات الٰہیہ سے موصوف ہیں۔ نیز قرآن نے فرمایا:

وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین

تفسیر کبیر کے شروع میں ''بِسْمِ اللّٰہ'' کے ماتحت ہے کہ حق تعالیٰ کے تین ہزار نام ہیں جن میں سے ایک ہزار کو ملائکہ جانتے ہیں اور ایک ہزار صرف انبیاء کرام اور باقی ایک ہزار میں سے تین سو نام تورات شریف میں اور اور تین سو انجیل میں اور تین سو زبور میں اور ننانوے نام قرآن پاک میں ہیں اور ایک نام وہ ہے جس کو صرف حق تعالیٰ ہی جانتا ہے لیکن ''بِسْمِ اللّٰہ'' میں حق تعالیٰ کے جو تین نام آئے ان تین میں ہزار کے معنی پائے جاتے ہیں۔ لہذا جس نے ان تین ناموں سے حق تعالیٰ کو یاد کرلیا گویا اس نے

تمام ناموں سے اس کو یاد کیا۔ ان تمام ناموں میں لفظ اللہ حق تعالیٰ کا ذاتی نام ہے اور باقی اسمائے صفاتیہ۔

لفظ ''اللہ'' کی خصوصیات:

تفسیر کبیر شریف میں ''بِسْمِ اللّٰہ'' کی تفسیر میں فرمایا کہ لفظ ''اللہ'' میں چند خصوصیتیں ہیں۔ ایک یہ کہ لفظ ''اَللّٰہ'' رب کی ذات پر دلالت کرنے میں حرفوں کا محتاج نہیں۔ الف کو گرادو تو ''لِلّٰہ'' رہتا ہے، وہ بھی ذات کو بتا رہا ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلِلّٰہِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اگر اس کا پہلا لام بھی گرادو لہٗ کی شکل پر رہتا ہے، یہ بھی اسی ذات کو بتا رہا ہے۔ فرماتا ہے ''لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ''، اگر دوسرا لام بھی گرادیں تو فقط ''ہٗ'' باقی رہتا ہے، وہ بھی ذات کو بتا رہا ہے۔ لَآاِلٰہَ اِلَّاھُوَ۔ جس طرح سے کہ اس کا نام، حروف کا محتاج نہیں ایسے ہی اس کی ذات کسی کی محتاج نہیں۔

دوسری خصوصیت یہ ہے کہ خدا کے دوسرے اسما خاص خاص صفتوں پر دلالت کرتے ہیں لیکن لفظ ''اَللّٰہ'' میں ساری صفتیں ہیں۔ جس نے اللہ کہہ کر پکار لیا اس نے گویا اللہ تعالیٰ کو اس کی ساری صفتوں سے پکارا، کیونکہ اللہ وہی ہے جس میں ساری صفتیں موجود ہوں۔ تیسری خصوصیت یہ ہے کہ کلمۂ طیبہ میں لفظ ''اَللّٰہ'' ہی داخل ہے جس کو پڑھ کر کافر مومن بنتا ہے۔ اگر کوئی ''لَآاِلٰہَ اِلَّاالرَّحْمٰن'' کہہ دے یا اس کے دیگر سارے اسموں سے کلمہ پڑھ لے مومن نہ ہوگا۔ مگر لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ'' کہتے ہی دولتِ ایمان سے مالا مال ہو جاتا ہے۔ لفظ محمد میں قریب قریب یہ ساری خصوصیتیں موجود ہیں اور اس میں بہت عجیب عجیب نکات ہیں لیکن یہاں اس کے بیان کا موقع نہیں صرف ایک نکتہ عرض کرتا ہوں، لفظ ''اَللّٰہ'' بولو تو ہونٹ ملتے نہیں، مگر لفظ ''مُحَمَّد'' کے بولتے ہی نیچے کا ہونٹ اوپر والے سے دوبار مل جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ان کا نام نیچوں کو اوپر والے سے ملانے والا ہے اور ان کی ذات مخلوق کو خالق سے ملانے والی ہے۔ تو ان کا نام ان کے کام کو بتا رہا ہے (ﷺ)، اس کی خصوصیات ان شآء اللہ کسی اور جگہ بیان کی جائے گی۔ الرحمن الرحیم لفظ رحمٰن اور رحیم، رحم سے بنا ہے اور رحم کے معنی ہیں دل کا نرم ہونا اور کسی پر مہربانی کرنا، عورت کے بچہ دانی کو اس لئے رحم کہتے ہیں کہ وہ اپنے پیٹ کے بچے پہ بہت مہربان ہوتی ہے اور بچہ اس سے بہت انس رکھتا ہے۔ نیز جن لوگوں کا آپس میں رحمی رشتہ ہوتا ہے وہ بھی ایک دوسرے پر مہربان ہوتے ہیں، بھائی، بھتیجے، بھانجے، یہ سب ایک دوسرے کے ساتھ محبت کا برتاؤ کرتے ہیں۔ اسی لئے انہیں ''ذی رحم'' کہتے ہیں، مگر حق تعالیٰ چونکہ دل وغیرہ سے پاک ہے اس لئے یہاں اس کے یہ معنے ہوں گے کہ فضل و احسان فرمانے والا۔ اب رحمٰن و رحیم کے معنی میں چند طرح کا فرق ہے۔ ایک تو یہ رحمٰن کے معنے سب پر عام رحم فرمانے والا اور رحیم کے معنے خاص خاص پر خاص رحم فرمانے والا، دیکھو ہوا، پانی، سورج کی روشنی وغیرہ بلافرق سب کو عطا فرمائی۔ یہاں رحمانیت کی جلوہ گری ہے۔ لیکن حکومت، دولت، ولدیت، نبوت یہ سب کو نہ دیئے بلکہ خاص خاص کو دیئے۔ ان میں رحیم کے معنے کا ظہور ہے۔ دوسرے یہ کہ دنیا میں دوست اور دشمن مسلمان اور کافر سب کو اپنی رحمتوں سے نواز ڈالا۔ یہاں صفت رحمان کا ظہور ہے مگر آخرت میں خاص خاص مسلمانوں پر رحم اور دشمنوں پر قہر ہوگا تو وہاں صفت رحیم کا ظہور ہوگا۔

☆☆☆

نیّت

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ العزیز علمِ حدیث میں ہر حیثیت سے یگانۂ روزگار اور اپنی مثال آپ تھے۔ ان کی نظر اقسامِ حدیث پر بھی تھی اور کتبِ حدیث پر بھی۔ وہ اصولِ حدیث، جرح و تعدیل، سلسلۂ رواۃ اور علمِ رجال پر بھی وسیع نظر رکھتے تھے۔ مولانا علامہ محمد حنیف رضوی بریلوی (پرنسپل جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی شریف) نے امام احمد رضا کی بیان و تشریح کردہ احادیث کریمہ مع افادات کے ساتھ فتاویٰ رضویہ کی ۱۲ رجلدوں کے علاوہ ان کی ۳۶۵ رکتب سے جمع کر کے ''المختار الرضویہ من الاحادیث النبویہ والآثار المرویہ'' المعروف بہ ''جامع الاحادیث'' کے نام سے مرتب کیا ہے جو مقدمہ، فہارس سمیت ۶ جلدوں پر مشتمل ہے یہ کتاب ادارہ ''مرکزِ اہلِ سنّت برکاتِ رضا'' پور بندر، گجرات، بھارت، نے ۲۰۰۱ء میں شائع کی ہے۔ ''معارفِ حدیث'' کے عنوان کے تحت جامع الاحادیث، سے ہر ماہ ایک حدیث شریف کی تشریح پیش کرنے کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے تاکہ علمِ حدیث سے شغف رکھنے والے طلباء اور اساتذہ اس سے بھرپور استفادہ کرسکیں اور اہل علم و فن اس کے مطالعہ سے امام احمد رضا محدثِ بریلوی قدس سرہ سامی کے علم حدیث اور اصول حدیث پر حیرت انگیز دسترس کی داد دے سکیں۔

اس سے قبل کہ ''جامع الاحادیث'' سے احادیث مبارکہ کی تشریح پیش کی جائے۔ قارئین کرام کے افادے کے لئے امام احمد رضا محدّثِ بریلوی قدس سرہ الغفور کا تحریر کردہ عربی خطبہ ملاحظہ ہو۔ جس میں تقریباً ۸۰ رمصطلحاتِ احادیث کو بطور براعۃ استہلال نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ ذکر فرمایا ہے جو آپ کی ذہانت و فطانت اور جودتِ طبع پر دال ہے۔ مصطلحات عربی خطبہ کے ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدلله المسلسل إحسانه، المتصل إنعامه، غير منقطع ولا مقطوع فضله وإكرامه، ذكره سند من لاسندله، وإسمه أحد من لاأحد له.

فأفضل الصلوات العوالي النزول، وأكمل السلام المتواتر الموصول، على أجل مرسل، كشاف كل معضل، العزيز الأعز المعز الحبيب، الفرد في وصل كل غريب، فضله الحسن مشهور مستفيض، وبالإستنادإليه يعود صحيحاكل مريض، قدجاء جوده المزيه، في متصل الأسانيد، بل كل فضل إليه مسند، عنه يروى وإليه يرد، فسموط فضائله العليه، مسلسلات بالأولية، وكل درجيد من بحره مستخرج، وكل مدرجود في سائليه مدرج، فهو المخرج من

كل حرج، وهو الجامع، وله الجوامع، علمه مرفوع، وحديثه مسموع، ومتابعه مشفوع، والأصر عنه موضوع، وغيره من الشفاعة قبله ممنوع، فإليه الإسناد في محشر الصفوف، وأمر الموقف على رأيه موقوف، حوضه المورود، لكل وارد مسعود، فيافوزمن هو منه منهل، ومعلول فيه كل علة من معلل، تنزول حزبه المعتبر، والشذوذ منه منكر، وطريق الشاذ إلى شواظ سقر، حافظ الأمة من الأمور الدلهمة الذاب عنا كل تلبيس و تدليس، والجابر لقلب بائس مضطرب من عذاب بئيس، الحاكم الحجة الشاهد البشير، معجم في مدحه كل بيان و تقرير، علوه لايدرك، وما عليه مستدرك، مقبوله يقبل، ومتروكه يترك، تعدد طرق الضعيف إليه، فمن سننه الصحاح التعطف عليه، فيجبر باعتضاده قلبه الجريح، ويرتقي من ضعفه إلى درجة الصحيح، مدارأسانيد الجود والإكرام، منتهى سلاسل الأنبياء الكرام، صلى الله تعالىٰ عليه وعليهم وسلم، ملأاٰفاق السماء وأطراف العالم، وعلى اٰله وصحبه وكل صالح من رجله وحزبه، رواة علمه ودعاة شرعه ووعاة أدبه، وعلى كل من له وجادة ومنا ولة، من أفضاله الواصلة الدارة المتواصلة، بحسن. ضبط محفوظ النظام، من دون وهم ولا ايهام، ولا إختلاط بالأعداء الليام، ماروى خبر وهوى إجازة، وغلب حقيقة الكلام مجازة، اٰمين أمابعد.

☆حدیث ☆خبر ☆تقریر ☆مسموع ☆سند
☆اسناد ☆طریق ☆متواتر ☆مشہور ☆مستفیض
☆عزیز ☆غریب ☆فرد ☆احد ☆مقبول
☆مردود ☆صحیح ☆متصل ☆موصول☆وصل
☆متصل الاسانید ☆معلل ☆علت ☆شاذ
☆شذوذ ☆ضبط ☆حسن ☆ضعیف ☆اعتضاد
☆محفوظ ☆منکر ☆متابع ☆شاہد ☆معتبر
☆مرسل ☆معضل ☆منقطع ☆مدلس ☆موضوع
☆متروک☆معلول ☆مدرج ☆مضطرب
☆مزید فی متصل الاسانید ☆اختلاط ☆وہم
☆مرفوع ☆موقوف ☆مقطوع ☆منتہی ☆عوالی
☆نوازل ☆علیۃ ☆علو ☆رجال ☆مخرج
☆مسلسل بالاولیت ☆رواۃ ☆دعاۃ ☆صحب
☆روی ☆یروی ☆اجازۃ ☆مناولۃ ☆وجادۃ
☆مجاز ☆صالح ☆جید ☆حافظ ☆حاکم
☆حجت ☆جامع ☆جوامع ☆سنن ☆مسند
☆معجم ☆مستخرج ☆متدرک☆صحاح

(۱) — نیت :

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال : قال رسول الله ﷺ : إنما الأعمال بالنيات وإنما لكل إمرء مانوى.

(فتاویٰ رضویہ/۲ ۷۵ ☆فتاویٰ رضویہ/۹ ۲۲/۷)

''امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اعمال کے ثواب کا مدار نیت پر ہے اور ہر شخص کو اس کی نیت کے مطابق ہی اجر ملتا ہے''

اقول: اس حدیث کی عظمت وصحت پر اجماع مسلمین ہے۔ امام شافعی وغیرہ نے اس کو تہائی اسلام فرمایا اور تمام ابوابِ فقہ کو اس میں داخل مانا۔

دیگر ائمہ کرام اس کو چوتھائی اسلام قرار دیتے ہیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن مہدی کہتے ہیں ''ہر مصنف کو اس حدیث سے اپنی کتاب شروع کرنا چاہیے تاکہ طالب علم کو اس بات پر تنبیہ ہو جائے کہ علم دین حاصل کرنے میں نیت خالص رضائے الٰہی ہو۔

امام خطابی نے اس قول کو تمام ائمہ کرام کی طرف منسوب کیا۔ اسی لئے امام بخاری علیہ الرحمۃ الباری نے اپنی کتاب بخاری شریف کو اس حدیث سے شروع فرمایا۔ نیز دیگر سات مقامات پر اس حدیث کو روایت کیا۔

حفاظِ حدیث فرماتے ہیں ''یہ حدیث امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے حضرت یحییٰ بن سعید انصاری تک خبر واحد صحیح ہے۔ یعنی حضرت فاروق اعظم سے صرف حضرت علقمہ بن وقاص تابعی نے اور ان سے فقط محمد ابن ابرہیم تیمی تابعی نے اور ان سے یحییٰ بن سعید انصاری تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ہی روایت کی۔ ہاں حضرت یحییٰ کے بعد اس کی سندیں کثیر ہو گئیں کہ صرف ان سے روایت کرنے والوں کی تعداد دوسو سے زائد بتائی جاتی ہیں۔ ان میں اکثر ائمہ کرام ہیں۔

مثلاً امام بخاری، امام ابو داؤد اور امام احمد بن حنبل حضرت سفیان بن عینیہ کی روایت سے ذکر کی۔

امام مسلم نے امام مالک کی روایت نقل فرمائی۔

امام ابن ماجہ نے لیث بن سعد اور یزید بن ہارون سے سند ذکر کی۔

امام نسائی نے عبداللہ بن مبارک، سلیم بن حبان اور امام مالک سے روایت فرمائی۔ اور خود امام عبداللہ بن مبارک مروزی نے بھی کتاب الزہد میں اپنی سند بیان کی البتہ حافظ ابونعیم نے ایک دوسری سند ذکر کی جس میں امام مالک کی طریق سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی لیکن اس کو غریب کہہ کر فرمایا کہ یحییٰ بن سعید انصاری کی حدیث ہی صحیح ہے۔

بعدہٗ اس حدیث کی سندیں ائمہ حدیث کے نزدیک سات سو تک شمار کی گئی ہیں۔ بہرحال یہ حدیث مشہور صحیح ہے لیکن متواتر نہیں کہ شرائط ابتدائے سند میں مفقود ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱ –الجامع الصحیح للبخاری. باب کیف کان بدءُ الوحی...... ۲/۱
الصحیح لمسلم......باب قوله ﷺ انما الاعمال الخ......... ۱۴۰/۱
السنن لابی داؤد...... کتاب الطلاق باب ماعنی به الطلاق والنیات. ۳۰۰/۱
السنن لابن ماجه..... ابواب الزهد...................... ۳۲۱/۱
السنن للنسائی....... کتاب الطهارة...................... ۲۴/۱
السنن للنسائی کتاب الطلاق............................ ۱۰۴/۳
السنن للنسائی....... کتاب الایمان والنذور............... ۱۴۴/۲
السنن الکبریٰ للبیهقی. کتاب الطهارة..................... ۴۱/۱
المؤطالمالک........
المسند لاحمد بن حنبل.................................. ۲۵/۱
حلیة الاولیاء لابی نعیم.................................. ۳۴۲/۶
التفسیر للبغوی... ۴۳۱/۱
المسند للحمیدی.. ۲۸/۱
فتح الباری... ۹/۱
شرح السنة للبغوی....................................... ۴۰۱/۱
اتحاف السادة للمتقین.................................... ۳۸۰/۲
التفسیر لابن کثیر... ۳۴۵/۲
روح المعانی.. ۹۲/۳
☆تلخیص الجیر لابن حجر.................................. ۵۵/۱
☆الترغیب والترهیب للمنذری............................... ۵۶/۱
☆کتاب الزهد والرفاقائق.................................. ۲۲۸/۱
☆الترغیب والترهیب للمنذری............................... ۵۶/۱
☆تاریخ بغداد للخطیب...................................... ۲۴۴/۴
☆تاریخ اصفهان لابی نعیم.................................. ۱۵/۲
☆علل الحدیث لابن ابی حاتم................................ ۳۶۲
☆المغنی للعراقی.. ۳۵۱/۴
☆البدایة والنهایة لابن کثیر................................. ۱۱۸/۱۰، ۵۵/۱۱

پڑوسیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ

علامہ سید سعادت علی قادری

جو لوگ ایک محلّہ میں رہتے ہوں اور وہ آپس میں ایک دوسرے کو جانتے تک نہ ہوں، ان میں باہمی میل جول اور محبت نہ ہو اور وہ ایک دوسرے کے غم و خوشی میں شامل نہ ہوں، تو اس سے ایک ہی محلّہ میں بہت سے مسائل، الجھنیں اور پریشانیاں پیدا ہوتی ہیں، جو سب اہل محلّہ کیلئے تکلیف دہ ہوتی ہیں اسلام، جو نظامِ امن اور نظامِ سکون و اطمینان ہے اپنے ماننے والوں کو پڑوسیوں کے ساتھ، اہل محلّہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی تعلیم دیتا ہے، قرآن کریم نے سید عالم، ھادیٔ کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت و کردار کو اس سلسلے میں بہترین نمونہ ''اسوۂ حسنہ'' قرار دیا ہے، جس پر عمل پیرا ہو کر معاشرہ کے مسائل اور پریشانیوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے سب ایک دوسرے پر اعتماد کرنے لگتے ہیں اور اس طرح اطمینان و سکون کی زندگی بسر کرتے ہیں جیسے ایک گھر میں چار بھائی مع اپنے اہل و عیال کے سکون و اطمینان کے ساتھ رہتے ہیں نہ کسی کو کسی سے اپنی عزت کا خوف ہوتا ہے اور نہ جان و مال کا خوف۔

پڑوسیوں کی قسمیں: (قرآن کریم کے ارشاد کے رو سے)

''اور عبادت کرو اللہ کی اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو نیز رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور پڑوسی جو رشتہ دار ہے اور پڑوسی جو رشتہ دار نہیں اور ہم مجلس اور مسافر اور جو تمہارے قبضہ میں ہیں (ان سب سے اچھا برتاؤ کرو)۔ (پ ۵، النساء، ۳۶)

جار ذی القربیٰ:

وہ پڑوسی جس سے کوئی قرابت ہو چاہے یہ قرابت صرف اسلام کی ہو یا وہ مسلمان بھی ہو اور عزیز بھی ہو اگر قرابتیں موجود ہیں یعنی مسلمان بھی ہے اور عزیز بھی، تو اس کا حق صرف ایک قرابت رکھنے والے سے زیادہ ہوگا کہ ایک حق تو پڑوسی ہونے کا اور دوسرا حق رشتہ دار ہونے کا، نیز اس کے مکانی قرب کا لحاظ بھی رکھا جائے گا، کہ جن کا مکان دائیں بائیں، ملا ہوا ہے اس سے زیادہ میل جول رکھا جائے، کہ سب سے پہلے وہی کام آئے گا، اس کا حق دوسروں کی بہ نسبت زیادہ ہے۔

جار الجنب:

وہ پڑوسی جو کچھ دور ہوں، لیکن ایک ہی گلی یا ایک ہی محلّہ میں آباد ہوں ان میں جو مسلمان اور رشتہ دار ہیں وہ عام مسلمانوں سے زیادہ حق دار ہوں گے اور جو صرف مسلمان ہیں وہ غیر مسلم پڑوسیوں سے زیادہ حق دار ہوں گے۔

کمالِ ایمان اور پڑوسی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (مجمع صحابہ رضی اللہ عنہم میں تین مرتبہ) فرمایا:

''اللہ کی قسم، مومن نہیں ہوتا، اللہ کی قسم مومن نہیں ہوتا، اللہ کی قسم

مومن نہیں ہوتا، پوچھا گیا یارسول اللہ ﷺ کون؟ فرمایا جس کی شرارتوں سے اس کا پڑوسی امن میں نہ ہو۔'' (مسلم شریف)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور علیہ والسلام نے فرمایا! ''اللہ نے تمہارے درمیان اخلاق کو اس طرح تقسیم فرمایا اور اللہ تعالیٰ دنیا کو ہر کسی کو دیتا ہے جس سے محبت کرتا ہے اسے بھی اور جس سے محبت نہیں کرتا اسے بھی، لیکن دین اسی کو نصیب فرماتا ہے جس سے محبت کرتا ہے، پس اللہ نے جسے دین دیا وہ اللہ کا محبوب ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ بندہ مسلمان نہیں ہوتا حتیٰ کہ اس کا دل اور اس کی زبان مسلمان ہو جائے اور ایمان والا نہیں ہوتا حتیٰ کہ اس کی شرارتوں سے اس کا پڑوسی بے خوف ہو جائے۔'' (بیہقی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''مومن وہ نہیں جو اپنا پیٹ بھر لے اور اس کا
پڑوسی اس کے پہلو میں بھوکا ہو'' (بیہقی)

ان تینوں ارشادات پر غور فرمایئے، میرے آقا ﷺ پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی کس طرح تاکید فرمارہے ہیں کہ اسے کمالِ ایمان کا ذریعہ قرار دے رہے ہیں مومن کامل وہ نہیں جس سے پڑوسی ہر وقت خوفزدہ رہے کبھی اسے اپنی جوان بیوی یا بیٹی کی عزت وآبرو کا خطرہ ہو، تو کبھی اپنی جان کا یا اپنے مال کا، یا کسی دوسری تکلیف کا۔ ایمان کا کمال تو یہ ہے کہ ایک مومن اپنے رویہ سے پڑوسی کو اتنا مطمئن کردے کہ وہ ہر اعتبار سے ہر معاملہ میں اس پر اعتماد کرنے لگے، حتیٰ کہ جب وہ گھر پر نہ ہو تو اسے اطمینان ہو کہ میرے اہل وعیال مال ومتاع کی نگرانی کے لئے میرا پڑوسی موجود ہے، کہ جس معاشرے میں پڑوسی کو پڑوسی پر اعتماد نہ ہو وہ معاشرہ کسی کے لئے پرسکون نہیں ہو سکتا، اس میں زندگی بسر کرنا دوبھر ہو جاتا ہے، جب کہ اسلام انسانوں کو امن وسکون کی زندگی فراہم کرنا چاہتا ہے اور وہ شخص بھی مومن کامل نہیں جو خود تو کھا پی کر آرام کی نیند سوتا ہے لیکن اس کے پڑوسی کے گھر میں فاقہ ہوتا ہے اس کے بچے تک بھوک سے بلبلاتے ہیں کہ اسلام انسان کا جانوروں کی طرح خودغرض ہونا پسند نہیں فرماتا، ربِ رحیم وکریم تو یہ چاہتا ہے کہ انسان پہلے دوسروں کا پیٹ بھرے اور پھر خود کھائے، یہی انسانیت ہے اور اسی سے ایمان کا کمال نصیب ہوتا ہے اور اسی لئے ہر دور کے صالحین کا یہی عمل رہا، بعض بزرگوں کی تو یہ کیفیت تھی کہ جب تک اپنی معلومات کے ذرائع سے انہیں یہ اطمینان نہیں ہو جاتا تھا کہ کوئی بھوکا تو نہیں اس وقت تک کھانا تناول نہ فرماتے تھے۔

غرضیکہ پڑوسیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا ان کی ضروریات کا خیال کمالِ ایمان کا ذریعہ ہے حتیٰ کہ ان کے ساتھ بد سلوکی کرنے والا اپنی بدعملی اور بدکرداری سے انہیں خوف وہراس میں مبتلا اور ان کی زندگی کو اجیرن بنانے والا سزا بھگتے بغیر جنت میں بھی داخل نہ ہونے پائیگا۔

پڑوسیوں کے حقوق ادا کرنے کی مزید تاکید کا اندازہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت سے کیجئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (آپ کو پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کرتے ہوئے) فرمایا:

''جبرئیل علیہ السلام، مجھے پڑوسی کے متعلق تاکید
کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ
وہ اس کو وارث قرار دیدیں گے'' (بخاری شریف)

﴿باقی آئندہ﴾

دعا
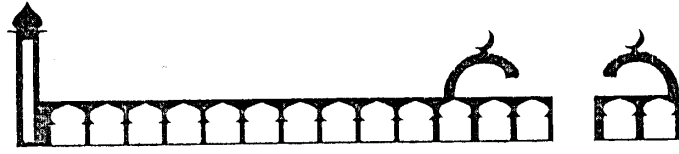
ترتیب و پیشکش: حافظ محمد علی قادری

دعا کی جان توجہ الی اللہ ہے، رب کو پکاریں، اسی سے مانگیں اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے:-

اِذَا سَأَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ط اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۔(بقرہ:۱۸۶)

''اے محبوب! جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں، دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے''

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

تَضَرَّعُوْ اِلَیْہِ وَاسْاَلُوْہُ حَوَائِجَکُمْ

(جلاء الخواطر ۵۴۶ھ، لاہور ص ۲۹۴)

ترجمہ: اس کے آگے گڑگڑاؤ اور اسی سے اپنی حاجتیں مانگو۔

پھر کس درد و سوز سے فرماتے ہیں:-

اِفْتَحْ عَیْنَ نَفْسِکَ وَقُلْ لَّھَا اُنْظُرِیْ اِلٰی رَبِّکِ عَزَّوَجَلَّ کَیْفَ یَنْظُرُ اِلَیْکَ۔(جلاء الخواطر ص ۷۴)

''اپنے نفس کی آنکھ کھول اور اس سے کہہ ذرا دیکھ تو سہی عزت و بزرگی والا پروردگار تجھ کو کیسے دیکھ رہا ہے'' !!!

جو لوگ مصیبت والم میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ان پر افسوس کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

وَیْلَکُمْ تَدَّعُوْنَ مَحَبَّۃَ اللّٰہِ وَتَقْبِلُوْنَ بِقُلُوْبِکُمْ عَلٰی غَیْرِہٖ ۔(جلاء الخواطر ص ۸)

ترجمہ: تم پر افسوس! اللہ کی محبت کا تو دعویٰ کرتے ہو اور اپنے دلوں کو دوسروں کی طرف پھیرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ سے مانگنا حضور انور ﷺ کی سنت ہے، انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے، اور اللہ عزوجل کے تمام محبوبوں کی سنت ہے۔ جس در سے بھی ملتا ہے حقیقت میں اسی در سے ملتا ہے۔ مگر جائز چیزوں میں، ہمارے اکثر نیک اعمال مباح ہیں یا مستحب، ہم سنت سے دور جا رہے ہیں سنت کے قریب ہونگے تو اللہ کے قریب ہونگے وہ خود فرما رہا ہے:-

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ

يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ○ (اٰل عمران: ۳۱)

''اے محبوب! تم فرمادو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہوتو میرے فرمانبردار ہوجاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے''

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے سچ فرمایا:-

كُلُوا مِنْ طَعَامِ حُبِّهِ، وَاشْرَبُوا مِنْ شَرَابِ اُنْسِهِ، وَاسْتَعِينُوا بِقُرْبِهِ۔

(جلاء الخواطر ص ۱۳۳)

''اس کی محبت کے کھانے سے کھاؤ، اس کی الفت کے پانی سے پیو، اس کے قرب سے مدد چاہو''

یہ سب کچھ ہے مگر اس کے محبوب کریم علیہ السلام سے پیٹھ نہ پھیریں، ابلیس کا انجام ہمارے سامنے ہیں --- کسی لمحہ تاجدار دو عالم علیہ السلام کو فراموش نہ کریں --- جو دعا کریں اول آخر درود شریف ضرور پڑھیں درود شریف اس کے دربار میں قبول ہوتا ہے تو بیچ والی دعا کیوں نہ قبول ہوگی؟ --- وہ اللہ کے محبوب ہیں ان کا نام کلمہ طیبہ میں ساتھ ہے، قرآن کریم میں ساتھ ہے، اذان میں ساتھ ہے، نماز میں ساتھ ہے --- وہ جہاں ہے (جل جلالہ) ان کا ذکر وہاں ہے (علیہ السلام) کوئی جگہ نہیں جہاں وہ نہیں، تو کوئی جگہ نہیں جہاں ان کا ذکر نہیں، وہ لامکاں میں ہے، تو لامکاں بھی ان کے ذکر سے خالی نہیں --- ہاں ان کے قرب میں اللہ کا قرب ہے --- گناہ گاروں سیاہ کاروں کا ان کے حضور حاضر ہونا بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے حکم دیا ہے:-

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا ○ (نساء: ۶۴)

''اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں''

یہ بھی محبت کا ایک انداز ہے کہ اللہ کا محبوب، اللہ کے حضور اللہ کے بندوں کی سفارش فرمائے اور ان کے لئے دعا فرمائے --- اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کا دعا کرنا بھی اچھا لگتا ہے اسی لئے فرمایا:-

وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ط اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ط (توبہ: ۱۰۳)

''اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو بیشک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین''

دعا کی فضیلت کے بارے میں چند احادیث شریفہ پیش کردیں جائیں تو مناسب ہوگا۔

۱............اللہ کے نزدیک دعا سے بڑھ کر بندہ کا کوئی عمل نہیں۔

۲............دعا عبادت کا مغز ہے یعنی جان ہے۔

۳............جو شخص اللہ سے نہیں مانگتا اللہ اس سے ناراض ہوتا ہے

۴............دعا ہی عبادت ہے۔

۵............دنیا اور آخرت کی دعا افضل ہے

۶............تقدیر کو دعا کے علاوہ کوئی چیز نہیں بدل سکتی اور نیکی کے علاوہ کوئی شے عمر کو نہیں بڑھا سکتی۔

۷۔ ....دعا مومن کا ہتھیار، دین کا ستون اور آسمان و زمین کا نور ہے۔

بیشک اللہ تعالیٰ بندوں کی دعائیں اپنی رحمت سے قبول فرماتا ہے لیکن اس کے لئے ضروری ہے اخلاص ہو، حضوریٔ قلب ہو، اللہ کی رحمت کا کامل یقین ہو، دعا اور آرزو خلاف شرع نہ ہو، حدیث شریف کے مطابق دعا کی قبولیت کی مختلف صورتیں ہیں۔ اس لیئے اگر دعا قبول نہ ہو تو گھبرا کر شکایت نہ کرنی چاہیے---کبھی مراد دنیا ہی میں مل جاتی ہے، کبھی دنیا میں نہیں ملی آخرت میں ذخیرہ کردی جاتی ہے، کبھی دعا ہمارے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے ---اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلوص دل سے دعا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس مقام رضا پر پہنچائے جہاں زبان کھلتی ہی نہیں---

اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

آدابِ دعا

(۱) دعا کے آداب میں ایک ادب یہ ہے کہ حرام روزی سے بچا جائے یہ زہر ہلاہل ہے جو کسی وقت دعا یا عبادت کو قبول ہونے نہیں دیتی۔ چنانچہ حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

''حضرت موسیٰ (علیہ السلام) ایک جگہ سے گزرے، دیکھا کہ ایک شخص کھڑا ہوا دعا مانگتا ہے اور نہایت آہ و زاری اور انکساری و عاجزی کرتا ہے مگر کسی طرح اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو ترس آیا آپ نے جناب باری میں عرض کیا کہ ''یا الٰہی تو اس کی دعا کیوں قبول نہیں فرماتا''؟ ارشاد ہوا ''موسیٰ اگر یہ روتے روتے مر بھی جائے اور اپنے ہاتھ آسمان تک بھی کرلے تو بھی اس کی دعا قبول نہیں ہوگی'' عرض کیا ''یا اللہ کیا قصور ہے؟'' ارشاد ہوا کہ حرام کا لقمہ اس کے پیٹ میں ہے، حرام کا لباس اس کے بدن پر ہے اور حرام اس کے گھر میں موجود ہے''۔ (پس جب تک یہ بندہ ان محرمات سے پرہیز نہ کرے گا کبھی اس کی دعا قبول نہ ہوگی)

اس طرح نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جب حاجی ناجائز مال لے کر حج کو چلتا ہے اور لبیک پکارتا ہے تو ایک ندا آسمان سے آتی ہے کہ تیری لبیک مقبول نہیں ہے نہ تجھے کچھ اجر ملے گا کیونکہ سفر خرچ تیرا حرام کا ہے، کھانا تیرا حرام کا ہے۔ (تیرا حج تو عبادت میں داخل نہیں ہے بلکہ گناہ میں شامل ہے)

(۲) دوسرا ادب یہ ہے کہ دعا کرنے والا حضوریٔ قلب کے ساتھ دعا کرے غافل دل سے دعا کرنا بیکار محض اور رائیگاں ہے۔ چنانچہ نزہۃ المجالس میں ہے:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک دفعہ ایک شخص کو بہت روتے، دعا کرتے دیکھا تو جناب الٰہی میں عرض کیا۔ ''الٰہی اگر اس کی حاجت میرے قبضے میں ہوتی تو میں اس کو پوری کردیتا'' ارشاد باری ہوا کہ ''موسیٰ ہم تم سے زیادہ رحم والے ہیں لیکن تمہیں خبر نہیں کہ یہ شخص دعا کے ہاتھ تو ہمارے سامنے پھیلائے ہوئے مانگ رہا ہے مگر اس کا دل ہماری جناب سے غافل ہے، بکریوں کے ریوڑ میں پڑا ہوا ہے اور ہم ایسے شخص کی دعا نہیں قبول کرتے جو دعا تو ہم سے کرے اور دل دوسرے کے پاس

رکھے۔ (جب یہ دل حاضر کر کے دعا کرے گا اسی وقت ہم اس کی دعا قبول کریں گے)

(۳) تیسرا ادب یہ ہے کہ ناجائز امور اور محرمات کی طلب نہ کرے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:-

ہمیشہ بندے کی دعا قبول ہوجاتی ہے مگر جب بندہ حرام چیز طلب کرتا ہے یا قطع رحمی کی دعا مانگتا ہے تو (اس وقت اس کی دعا قبول نہیں ہوتی)

قرآن کریم کا یہ ارشاد اسی طرف غمازی کرتا ہے:-

مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۙ وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيبٍ ۝

ترجمہ: آخرت کی کھیتی چاہے ہم اس کے لئے اس کی کھیتی بڑھائیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہے (اور آخرت کا کچھ خیال نہیں کرتا) ہم اسے اسمیں سے کچھ دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں (اور ایسا شخص بڑا بدنصیب ہے) (شوریٰ: ۲۰)

(۴) چوتھا ادب یہ ہے کہ منعم حقیقی سے مانگتا ہی رہے تھک کر یا مایوس ہو کر دعا ترک نہ کرے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بندے کی دعا قبول ہوتی ہے مگر بندہ جب تک جلدی نہ کرے۔ عرض کیا، ''یا رسول اللہ ﷺ جلدی کرنے کے کیا معنی؟'' فرمایا ''جب بہت سی دفعہ دعا کر چکے اور قبولیت کا اثر نہ دیکھے تو کہے خدا میری دعا قبول نہیں فرماتا'' (پھر میں کیوں دعا مانگوں؟ یہ خیال کر کے دعا کرنی چھوڑ دیتا ہے پس ایسے شخص کی دعا قبول نہیں ہوتی)

صحیح حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن رب العالمین اپنے بندوں کو سامنے بلا کر فرمائے گا:

اے بندو! دنیا میں ہم نے تمہیں حکم دیا تھا کہ ''تم دعا کرو ہم قبول کریں گے''، کہیں گے ''بیشک اے رب درست ہے'' ارشاد ہوگا کہ ''تم نے جو دعائیں دنیا میں مانگی تھیں وہ سب ہم نے قبول فرمائیں'' ---''اے بندو! دیکھو تمہاری فلاں دن فلاں وقت کی دعا کا اثر دنیا میں ظاہر کر دیا تھا'' --- عرض کریں گے، ''ہاں بیشک!'' --- ارشاد ہوگا تمہاری فلاں فلاں دعا فلاں وقت ہم نے قبول فرمائی مگر اس کا اثر ہم نے بدل دیا۔ اس دعا کے بدلے تم پر جو مصیبت آنے والی تھی ہم نے فلاں دعا کے سبب وہ مصیبت دفع کر دی اور تمہیں اس کے صدمہ سے بچالیا'' --- عرض کریں گے، بیشک یا رب ایسا ہی ہوا تھا'' --- پھر ارشاد ہوگا کہ ''اے بندو! تم نے فلاں دن فلاں وقت فلاں فلاں دعائیں مانگی تھی مگر ہم نے اس کا کوئی نتیجہ دنیا میں ظاہر نہیں کیا بلکہ آج کیلئے رکھ چھوڑا ہے، لو یہ تمہاری امانت موجود ہے'' --- پھر جو کچھ ان کی دعاؤں کے ثمران کے سامنے آئیں گے تو سب کے سب یہی تمنا کریں گے کہ ''الٰہی کاش ہماری کسی دعا کا اثر دنیا میں ظاہر نہ ہوتا، ساری کی ساری دعائیں آج کے لئے جمع

رہتیں تو کیا اچھا ہوتا''۔

(۵) پانچواں ادب یہ ہے کہ انسان اپنے اللہ سے پورے وثوق اور بھروسے کے ساتھ دعا کرے اور اپنی تدبیروں اور کوششوں میں معاونین مخلوق کی طرف متوجہ نہ ہو اللہ کے سوا دوسری چیزوں کو اپنی حاجت روائی کے لئے مؤثر نہ جانے۔ ایسی دو دلی کی حالت میں کبھی دعا قبول نہیں ہوتی۔ جب دعا کرو ایک دل ہو کر، یک سو ہو کر، قبولیت کا پورا یقین دل میں لاکر، ہر شے سے بے نیاز ہو کر دعا کرو اور یہ کچھ کمال کی بات نہیں۔ کیا آپ نے شیر خوار بچہ کو نہیں دیکھا، وہ کائنات سے بے نیاز ہو کر آغوش مادر میں لیٹا ہوا ہے۔ اس کی امیدیں اور آرزوئیں اسی آغوش سے وابستہ ہیں وہ دنیا کی بڑی سے بڑی شے کو بھی خاطر میں نہیں لاتا اسکی ماں اس کو مارتی ہے مگر قربان جائیے اس کے وفا شعاری کے کہ ذرا بد دل نہیں، اسی پر نثار ہوتا ہے۔ اس جاں نثاری کا صلہ اس کو یہ ملتا ہے کہ اس کی ماں پھر اس پر مہربان ہو جاتی ہے اور آغوش شفقت میں لپٹا لیتی ہے لیکن انسان کا حال یہ ہے کہ وہ نو جوان ہو کر بھی اس بچے سے کہیں گیا گزرا ہے حالانکہ اللہ رحمٰن و رحیم کا کرم اور اس کی شفقت لا متناھی ہے اور ماں کی اور بچے کے ساتھ شفقت و محبت اس سے کوئی تناسب نہیں رکھتی ہے، اور مسلمان ہو کر مایوسی کا یہ عالم ہے کہ اپنے خدا سے اپنی آرزوئیں وابستہ نہیں رکھتا، در در ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے مصیبت کے وقت خدا کو بھول جاتا ہے۔ اغیار کی طرف متوجہ ہو کر اپنے اللہ کو چھوڑ دیتا ہے اور اگر اس مصیبت میں کبھی یاد بھی کرتا ہے تو بے دلی سے، یاد رکھو کہ ایسی دعا کبھی قبول نہیں ہوتی۔ وہ واحد و قہار بڑا غیور ہے، بڑا رحیم و کریم بھی۔

☆☆☆

حضرت علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

قطعاتِ تاریخ (سالِ وصال)

طارق سلطان پوری

تاریخ وصال: ۲۹/اپریل ۲۰۰۲ء ☆ ۱۵/صفر المظفر ۱۴۲۳ھ

''جلوہ ہائے فیضان رضا'' ۲۰۰۲ء ☆ ''رنگ آسمانِ رضا'' ۱۴۲۳ھ

وہ علم و فضل میں معروف و ممتاز
وہ دیدہ ور تھا اور دیدۂ ورِ حق

رہا فکر و نظر پر اس کی، ضوریز
بریلی کا سراج انورِ حق

وہ مے کش جس کو ساقی نے عطا کی
مئے تسکینِ بخشِ ساغرِ حق

اسے حاصل تھی اہلِ حق سے نسبت
کشادہ ہوگیا اس پر درِ حق

مضامین و مقالہ جات اس کے
صداقت آفرین و مظہرِ حق

پئے باطل تزلزل بار، لاریب
کتابیں اس کی یعنی دفترِ حق

ہوئی اوجھل زمانہ کی نظر سے
ضیائے آفتابِ خاورِ حق

خدا کو تھا یہی منظور، پنہاں
ہوا دُرجِ لحد میں گوہرِ حق

گروہ خیر کا، حزبِ صفا کا
یہ ہے بے شک زبانِ معشرِ حق

اعزّ و ارشد بزم رضا کا
سنِ رحلت کہا ''نغمہ گر حق''

۳ ۲ ھ ۴ ۱

امام احمد رضا اور علوم طبیعات اور کیمیا
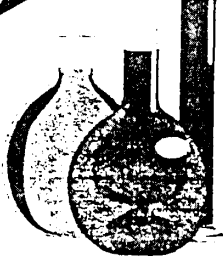
نگارش: مولانا محمد اعظم سع

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی تین چوتھائی سے زائد تصانیف اب تک غیر مطبوعہ ہیں۔ طبع شدہ تصانیفِ دینی میں معمولی ساذکر طبیعات، کیمیا، فلکیات اور ریاضی کا ملتا ہے۔ اس مضمون کا تعلق چونکہ طبیعات و کیمیا سے ہے چنانچہ یہاں ہم آپ کے انہی علوم پر بحث کریں گے۔

طبیعات: حضرت رضا بریلوی کی تصانیف میں طبیعات کی دو شاخوں پر کچھ ذکر موجود ہے۔ (۱) آواز (۲) نور یا روشنی

(۱) آواز (SOUND)

ملفوظات میں ہے، ''آواز پہنچنے کے لئے ملا فاضل میں تموج چاہیے'' (ملفوظات، حصہ اول، ص ۱۱۷، سطر ۲۰)

تبصرہ: یہ گویا آواز کے نظریۂ تموج کی تائید ہے۔ یہ نظریہ گو یونانیوں نے ہی پیش کر دیا تھا۔ لیکن اس کو سترھویں صدی میں نیوٹن نے باقاعدہ طور پر منوایا۔ پھر بھی اعلیٰ حضرت کے زمانہ تک یہ مشہور نہیں ہوا تھا۔ گویا اس زمانہ میں ایک جدید نظریہ تھا۔

اب غور طلب بات یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت نے نہ تو اپنی زندگی میں انگریزی کا ایک حرف سیکھا! اور نہ ہی عربی میں سائنس کی کوئی کتاب پڑھی۔ تو لامحالہ یہ بات ماننی پڑے گی کہ یہ نظر کے دماغ کا کرشمہ تھا تو اس طرح یہ بھی دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ نظریۂ تموج کے ایک بانی اعلیٰ حضرت بھی تھے۔ جس طر آکسیجن بیک زمانہ تین اشخاص نے تیار کی۔ لواشے، پریسٹ اسکیل۔ اگرچہ تینوں کے طریقہ کار ایک دوسرے سے مختلف (کیمیا کے رومان، مصنفہ کیتھ گورڈن ارون) اسی طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایک طرف تو نیوٹن نے اس نظریہ کو ثابت دوسری طرف اعلیٰ حضرت نے اسے واضح کیا۔

عبارت: ملفوظات ہی میں ہے ''ہوا میں تموج زائد ہے ے الطف ہے۔ وہ (ہوا) زیادہ پہنچاتی ہے اور پانی کم، تالا دو شخص دو کناروں پر غوطہ لگائیں اور ان میں ایک اینٹ مارے، دوسرے کو آواز پہنچے گی مگر نہ اتنی کہ ہوا میں''

(ملفوظات، حصہ اول، ص ۱۱۷

(۲) نور (LIGHT):

عبارت: فتاویٰ رضویہ (جلد اول) میں ہے ''شفیف اج قاعدہ ہے کہ شعاعیں ان پر پڑ کر واپس آتی ہیں۔ لہذا آ

اپنی اور اپنے پس پشت چیزوں کی صورت نظر آتی ہے۔ لہذا آئینے میں داہنی جانب بائیں اور بائیں جانب داہنی معلوم ہوتی ہے۔ لہذا شے آئینے سے جتنی دور ہو اسی قدر دور دکھائی دیتی ہے"

(فتاویٰ رضویہ، جلد اول، ص ۵۹۱)

تشریح: اس بات کو اس طرح سمجھنا چاہیے کہ ایک جسم سے آنے والی شعاعیں جب آئینے سے ٹکرا کر آنکھ میں داخل ہوتی ہیں تو دیکھنے والے کو شعاعیں آئینے کے اندر سے آتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں۔

جسم کی شبیہہ آئینے کے اندر اتنے ہی فاصلے پر بنتی ہے جتنے فاصلے پر وہ جسم آئینے کے سامنے ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ شبیہہ دائیں بائیں الٹی ہوتی ہے۔ اس لئے اسے الٹی شبیہہ کہتے ہیں

عبارت: اسی جگہ ذرا آگے یہ عبارت ہے "زاویائے انعکاس ہمیشہ زاویائے شعاع کے برابر ہوتے ہیں" (فتاویٰ رضویہ، اول، ص ۵۹۱)

تشریح: تحقیقاتِ جدیدہ سے یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ کوئی شعاع جب آئینے سے ٹکراتی ہے تو وہ منعکس (REFLECT) ہوتی ہے اور اتنے ہی زاویے پر منعکس ہوتی ہے۔ جتنے زاویے پر کہ وہ واقع ہوتی ہے۔ گویا کم سے کم الفاظ میں زاویہ انعکاس زاویہ وقوع کے برابر ہوتا ہے۔

اب آپ خود اندازہ لگایئے کہ جدید تحقیقات سے جو بات ثابت ہوئی وہ اعلیٰ حضرت کو کیسے معلوم تھی!

مندرجہ بالا چند باتیں اعلیٰ حضرت کی علم طبیعات میں مہارت ظاہر کرتی ہیں۔ یہ باتیں تو دینی تصانیف سے اخذ کی گئی ہیں۔ اگر وہ تصانیف شائع کردی جائیں جو خاص اسی موضوع پر ہیں تو سائنسی دنیا میں انقلاب برپا ہوجائے گا۔

علم الکیمیا (CHEMISTRY):

فتاویٰ رضویہ (حصہ اول) میں کیمیا سے متعلق بہت سی تحریریں ملتی ہیں۔ خاص طور پر باب التیمم میں عمل احتراق (COMBUSTION) پر ایک مفصل باب ہے جس میں احتراق کی پانچ صورتیں بیان کی گئی ہیں۔

(۱) احتراق (۲) ترمہ (۳) لین

(۴) ذوبان (۵) انطباع

اگرچہ یہ بیان بہت مفید ہے لیکن بہت تفصیل سے ہے۔ اس کے پڑھنے کا صحیح لطف اسی میں ہے کہ مکمل پڑھا جائے۔ البتہ مختصراً بیان کیا جاتا ہے۔

۱-احتراق: احتراق کی تعریف اس طرح کی گئی ہے کہ اگر کوئی شے آگ کا قوی تاثر لے لیکن اس کے اجزاء مقاصد برقرار رہیں جیسے مٹی آگ سے گرم ہوکر سیاہ ہوجائے۔ احتراق کی بھی چار صورتیں ہیں۔

(۱) انتقا (۲) انطفا (۳) انتقا، اول

(۴) انتقا دوم (انتقا کی دو اقسام ہیں)

۲-ترمّہ: کسی چیز کا آگ کے اثر سے راکھ ہوجانا جیسے سنگ مرمر کہ جل کر چونا بن جاتا ہے۔

۳-لین: نرم پڑنا، جس طرح کہ کھانا پک کر اپنی حالت خامی سے نرم پڑ جاتا ہے۔

۴-ذوبان: پگھل جانا یہ اس صورت کو کہتے ہیں کہ کوئی شئے تو آگ کے اثر سے اتنی گھل گئی کہ اس کے اجزاء اڑ جائیں اور نہ اتنی گرفت رہی کی جمی رہے۔

۵-انطباع: کسی چیز کا قابل صفت ہونا کہ جس طرح چاہیں گھڑ سکیں۔ البتہ اگر ڈھالا جائے تو وہ ذوبان ہوگا۔

یہ ایک مختصر سا جائزہ ہے ورنہ ان پانچوں حالتوں پر بحث تقریباً بتیس صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد اول، ص ۷۱۵)

عبارت: فتاویٰ رضویہ (حصہ اول) میں ہے:

''جملہ معدنیات کا تکون گندھک اور پارے کے ازدواج سے ہے گندھک نر ہے اور پارہ مادہ''

(فتاویٰ رضویہ، حصہ اول، ص ۷۳۶، سطر ۲۱)

تشریح: اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ دو عناصر سے ایک عنصر کیسے ظہور پذیر ہوگا؟ تو اس کے پانچ جواب ہیں۔

۱- پہلا جواب یہ ہے کہ اب تک ۱۰۵ عناصر دریافت کئے جا چکے ہیں۔ جن میں سے بارہ (۱۲) عناصر صرف مصنوعی طور پر بنائے جاسکتے ہیں تو ظاہر ہے کہ وہ مصنوعی عناصر کوئی دو یا دو سے زائد عناصر کو ملا کر بنائے گئے ہوں گے۔ آخر وہ آسمان سے تو نہیں اترے۔

۲- دوسرا جواب یہ ہے کہ مشہور سائنسداں جارج گیمولے نے اپنی کتاب سورج کی پیدائش اور موت (The Birth and Death of the Sun) میں لکھا ہے کہ سورج کے اندرونی حصے میں ہائیڈروجن صَرف ہونے سے ہلیئم (Heluim) پیدا ہوتی ہے۔ یہ نظریہ پوری دنیا کے سائنسداں تسلیم کرتے ہیں۔ یہاں بھی تو عنصر سے عنصر ظہور پذیر ہو رہا ہے۔

۳- تمام سائنسداں مانتے ہیں کہ جب سورج، زمین اور دوسرے سیارے وجود میں نہیں آئے تھے تو یہ ایک گولے کی صورت میں تھے اور یہ گولہ لطیف و سرد گیسوں پر مشتمل تھا۔

(سورج کی پیدائش اور موت، مصنفہ جارج گیمولے)

اب دریافت طلب بات یہ ہے کہ ان لطیف و سرد گیسوں سے یہ ۱۰۵ عناصر کیسے وجود میں آئے؟ گویا یہ ماننا پڑے گا کہ عنصر سے عنصر تشکیل پا سکتا ہے۔

۴---ایسے عناصر جن کے ایٹمی نمبر (۸۲) سے زیادہ ہوں۔ جیسے یورینیم (۹۲) ریڈیم (۸۸) اور پولونیم (۸۴) وغیرہ قدرتی طور پر قیام پذیر ہوتے ہیں۔ یہ عناصر اپنی خصوصیات کے اعتبار سے مستقل طور پر ہر وقت مختلف نوعیت کی طاقتور شعاعیں خارج کرتے رہتے ہیں جسے تابکاری (Radio Activty) کہتے ہیں۔ اس طرح ان کے ایٹموں کی توڑ پھوڑ ہوتی رہتی ہے جس کے نتیجے میں وہ ایک قسم کے عناصر کے ایٹموں میں تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ گویا ایک عنصر سے دوسرا عنصر بن جاتا ہے۔

۵- اب ایک اہم دلیل پیش کی جاتی ہے جس کا سائنسی تجربہ (Neclear Bombarment) کے ذریعے دوسرے عنصر میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً پارے کے جوہر میں (۸۰) برقیے (Electron) (۸۰) مثبتیے (Proton) اور (۱۲۰) بدیئے ہوتے ہیں اور سونے کے جوہر میں (۷۹) برقیے (۷۹) مثبتیے اور (۱۱۸) بدیئے ہوتے ہیں۔ اب اگر پارے کے جوہر میں سے ایک برقیہ، ایک مثبتیہ اور ایک دو بدیئے نکال لئے جائیں تو وہ سونے کا جوہر بن جائے گا۔ سائنسداں اس طریقے سے سونا بنا چکے ہیں۔

اب جہاں تک تعلق ہے گندھک کے نر اور پارے کے مادہ ہونے کا تو اس بات کو یوں ظاہر کیا جاتا ہے کہ جب کوئی دو یا دو سے زائد عناصر کا ملاپ ہوتا ہے تو ان میں برقیہ دیتا ہے۔ وہ (Donar Alom) اور جو برقیہ وصول کرتا ہے (Accepter Atom) کہلاتا ہے۔

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ نر سے مراد اعلیٰ حضرت کی اس عنصر سے ہو جو وجہ عمل کا کام کرتا ہے اور جس میں تبدیلی ہوتی ہے اسے مادہ کا نام دیا ہو۔ اس سلسلہ میں حکیم سعید مرحوم کا تبصرہ بھی خاص اہمیت کا حامل ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ''مولانا (احمد رضا خاں) کی طبی بصیرت کا اہم ثبوت یہ بھی ہے کہ انہوں نے عام فقہا کی طرح صرف معدنی احجار کا ذکر نہیں کیا بلکہ اپنی اس اہم تحقیق سے بیان کا آغاز کیا کہ ''جملہ معدنیات کا تکون گندھک اور پارے کے امتزاج سے ہے۔ کبریت نر ہے کہ گرم ہے اور پارہ مادہ۔ کیمسٹری کے علماء شاید انکار نہ کرسکیں کہ جدید علم الکیمیا کا نظریہ بھی یہی ہے اور معدنیات کی تخلیق فطری کیمیائی عمل کی تخلیل سے ہی ہوتی ہے''۔

(''امام احمد رضا سالنامہ ۱۹۸۹ء شمارہ نہم ص ۹۹)

بہر حال کچھ بھی ہو اعلیٰ حضرت کے صلاحتیں ان علوم میں ماننی پڑیں گی اور میرے خیال میں تو کسی شخص کا پچاس علوم و فنون میں دسترس کامل رکھنا ممکن نہیں۔ ذہین سے ذہین ترین شخص بھی اپنی تمام عمر صرف کر کے اتنے علوم حاصل نہیں کرسکتا۔

میں اس سلسلے میں جناب ایم حسن امام ملک پوری کی رائے سے اتفاق کروں گا، آپ نے اپنے مضمون میں فرمایا ہے:

''امام احمد کی صلاحیت کسبی نہیں بلکہ الہامی اور وہبی تھی''

(انوار رضا ص ۳۱۷)

☆☆☆

حضرت ابراهیم خوشتر صدیقی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

طارق سلطان پوری

قطعۂ تاریخ (سالِ وصال)

تاریخ وصال: ۱۵/اگست ۲۰۰۲ء ☆ ۵/جمادی الآخر ۱۴۲۳ھ

''سراج محفلِ رضا'' ۱۴۲۳ھ ☆ ''خورشید ذوقِ نگاہ'' ۲۰۰۲ء

گیا دارِ فنا سے سوئے جنت
وہ گلزارِ رضا کا نغمہ پرداز
نشانِ محفلِ حامد رضا خاں
زباں سے اور زبانِ خامہ سے بھی
نقیبِ عظمتِ محبوب حق تھا
عطا فرمائی تھی اس کو خدا نے
تھی بے شک قابلِ تحسین اس کی
محاسن کی وہ اک تصویر رعنا
''گرامی جاہ خوشتر والا اوصاف''
۲ ۰ ۰ ۲ ء
اُس عالی مرتبت کے وصل کا سال

وہ شیدائے امام اہلسنت
قسیم فیضِ فکرِ اعلیٰ حضرت
دم اس مردِ خدا کا تھا غنیمت
کی اس نے دینِ حق کی خوب خدمت
مثالی حق نے بخشی اس کو حشمت
ضیائے علم و تنویر بصیرت
فنِ تاریخ گوئی میں مہارت
ہمارا ناز تھا وہ فیض درجت
کہا طارق نے اس کا سالِ رحلت

سنِ ہجری میں ''زین و فخر ملت''
۱ ۴ ۲ ۳ ھ

آپ کا معارف

کینیڈا میں اسلام کا فروغ

تحریر: صدیق عثمان نور محمد
ترجمہ: پروفیسر منیر الحق کعبی، گجرات
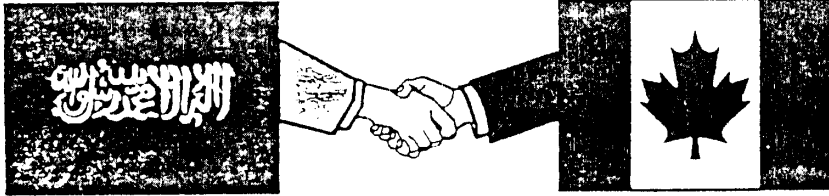
مولانا عبدالعلیم صدیقی القادری علیہ الرحمہ، عظیم مبلغ اسلام اور خلیفۂ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پہلے معروف صوفی بزرگ ہیں، جن کے توسط سے کینیڈا کی سرزمین برکات اسلام سے فیض یاب ہوئی۔ ۱۹۳۹ء میں انہوں نے ایڈمنٹن (کینیڈا) میں اولین مسجد کا افتتاح فرمایا۔ کینیڈا کے عروس البلاد ''ٹورنٹو'' میں ایک عظیم اجتماع سے جس میں اکثریت غیر مسلم تھی خطاب کرتے ہوئے انہیں اسلام کا تحفہ پیش کیا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ نے انہیں اکناف عالم میں اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے خاص طور پر ہندوستان سے بھیجا تھا۔ مولانا صدیقی نے ماریشس، کینیا، فجی، انگلینڈ، گھانا جیسے ممالک اقصیٰ میں لوگوں کو دائرہ اسلام میں لاتے اور انہیں سلسلہ صوفیہ کی روایت سے منسلک کرتے ہوئے یہ کام بحسن وخوبی سرانجام دیا۔

صوفی سٹڈی سرکل کا قیام:

ڈاکٹر عبدالقدیر بیگ چشتی علیہ الرحمۃ پہلے مرد درویش ہیں جنہوں نے ٹورنٹو میں مستقل سکونت اختیار کی اور سلسلہ تصوف کو مستحکم بنیادیں فراہم کیں۔ وہ ٹورنٹو یونیورسٹی میں پروفیسر تھے انہوں نے ''صوفی سٹڈی سرکل'' اور ''کینیڈین مسلم سوسائٹی'' کے نام سے دو فورم تشکیل دیئے۔ کینیڈا میں ''مسلم پرسنل لاء'' کو تسلیم کرانے اور مدارس کی سطح پر نصابی کتب میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مندرجہ مواد کو خارج کرانے کے لئے ایک زبردست مہم کا آغاز کیا۔ ۶۸-۱۹۶۷ء میں جامع مسجد کے لئے مالی وسائل اکٹھے کئے۔ اس طرح ٹورنٹو میں پہلی مسجد کی تعمیر ممکن ہوئی۔ جس کی امامت کے فرائض بھی ڈاکٹر قدیر بیگ علیہ الرحمۃ کے سپرد ہوئے کینیڈا کے باسیوں کی کسی بھی کثیر تعداد کو اسلام کے دائرہ میں لانے والے وہ اولین صوفی بزرگ ہیں اسی طرح ایک بار پھر یہ بات ثابت ہوگئی کہ انسانی تاریخ میں صرف صوفیہ ہی حدود عالم میں لوگوں کو اسلام کی طرف راغب کرنے میں کامیاب رہے ۱۹۸۸ء میں انتقال فرمایا۔ ''ایک زندہ شاہ'' اعلیٰ اللہ درجاتہ سید ممتاز علی چشتی ان کے خلیفۂ مجاز، اس کار خیر کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

کینیڈا میں اسلامی تہوار منانے کا آغاز:

کینیڈا کے شہروں ایڈمنٹن اور ٹورنٹو میں اولین مساجد

کے بعد بھی صوفیائے کرام نے ''مسجد و مکتب و خانقاہ'' کی تعمیرات کا سلسلہ جاری رکھا۔ یہ مردان صفا کیش اللہ تعالیٰ کی عبادت سے کبھی نہیں اکتائے۔ نماز پنجگانہ کے علاوہ تہجد، اشراق، چاشت، اوابین، تراویح اور صلوٰۃ التسبیح بھی اسی جذبہ وشوق سے ادا کرتے ہیں۔ مستور صوفیہ میں وہ مرتاض بھی ہیں جو رسول پاک ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے محرم کی نو، دس، شعبان کی پندرہ، شوال کے چھ دن (عید کے بعد) یوم عرفہ، ہر قمری ماہ کی تیرہ چودہ، پندرہ ہر جمعرات، سوموار اور پھر یوم میلاد النبی ﷺ کو بھی روزہ رکھتے ہیں جب تک یہ مردان خدا اس دنیا میں سانس لے رہے ہیں، اسلام کبھی زوال پذیر نہیں ہوسکتا۔ اکثر غیر معروف رہنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ اپنی کسی حکمت کے تحت ان کو ظاہر فرمانے کا ارادہ نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہر دم اپنے قصرِ رحمت میں رکھے۔

﴿ امین ﴾

سلاسل طریقت کا فروغ:

عرفان و روحانیت کی روایت خالصتاً توحید کی روایت ہے۔ خود رسول پاک ﷺ نے ازاں بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اولیاء عظام نے اس کی تعلیم دی، عملی مثالوں سے سمجھایا اور اپنی پوری زندگی اس میں لگادی۔ ٹورنٹو کے صوفیہ واضح طور پر اہل سنت و جماعت عقیدے کے حامل ہیں۔ شریعت میں آئمہ اربعہ (امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل علیہم الرحمۃ) میں سے کسی ایک کی فقہ پر عمل پیرا ہیں۔ طریقت (سلوک الی اللہ) میں حضرت غوث اعظم قدس سرہٗ امام محمد بن علیا علوی، امام بہاء الدین نقشبندی اور خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہم (متعنا اللہ، بفیوضاتہم) کے تلقین کردہ ارشادات کے مطابق ''سیر الی اللہ'' اختیار کرتے ہیں۔ یہ سلاسل بالترتیب مذکورہ قادری، علوی، نقشبندی اور چشتی اس وقت ٹورنٹو میں خوب منظم ہیں۔

یہ سلاسل کیا ہیں؟ ذکر الٰہی کے رابطے، ان کی تسبیحات میں استغفار، صلوٰۃ وسلام، کلمہ طیبہ، کلمہ شہادت، اسماء الحسنیٰ، ختم قرآن مجید، سورۂ یٰسین کی تلاوت اور قصائد حمد و نعت شامل ہیں۔ محافل ذکر کا اختتام، اکثر قیام تعظیمی پر ہوتا ہے۔ جس میں امام السید جعفر ابن حسن البرزنجی اور علامہ عشقی کے (عربی میں) اور شیخ مبارک علی شاہ کے (انگریزی میں) مرتبہ سلام پڑھے جاتے ہیں۔

مجالس ذکر الٰہی کا قیام:

قادریہ، چشتیہ، علویہ اور نقشبندیہ کی محافل ذکر ہر جمعرات کی رات منعقد ہوتی ہیں۔ قادریہ نشست ہر ماہ چاند کی گیارہ کو بھی ہوتی ہے اور حضرت شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے یوم وصال، گیارہ ربیع الآخر کو تو خاص اہتمام ہوتا ہے۔ یہ بڑی گیارھویں شریف کہلاتی ہے۔ کینیڈا کے مسلمان امداد الاسلام میں منعقد ہونے والی شبینہ محفلوں سے بخوبی آشنا ہیں جو صلوٰۃ التسبیح اور صلوٰۃ الفجر پر ختم ہوتی ہیں۔

محافل میلاد النبی ﷺ کا انعقاد:

''کینیڈین مسلم سوسائٹی'' پہلی تنظیم ہے جس نے ٹورنٹو میں ''حلقہ ذکر'' کے ساتھ ''ذکر مولد النبی ﷺ'' کو بھی مستحکم بنیادوں پر استوار کیا اور آج درجن سے زائد مساجد اور تنظیموں کے تحت اور انفرادی طور پر تو سینکڑوں گھروں میں ''میلاد النبی ﷺ'' کی تقریب سعید انعقاد پذیر ہوتی ہے۔ بخت یاوری کرے اور ان تقاریب میں شرکت نصیب ہو تو آپ ان محافل میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت کعب ابن زہیر رضی اللہ تعا

عنہ، شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ، امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبداللہ علوی الحداد رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی سی پرنور ہستیوں کے نعتیہ کلام سے روحانی کیف وسرور حاصل کر سکتے ہیں۔

''ٹورنٹو'' ہمیشہ علماء حق کے قدوم سعادت سے مشرف ہوتا رہا ہے۔ مسلم تنظیمیں علماء کی میزبانی کا شرف حاصل کرتی رہی ہیں۔ علمائے دین خطاب فرماتے، حلقہ ذکر منظم کرتے اور محافل میلاد میں شریک ہوتے ہیں۔ جو پیروانِ رسول اکرم ﷺ کے لئے قلبی تربیت کا سامان ہیں۔ ''ٹورنٹو'' کے مسلمان محسوس کرتے ہیں کہ وہ بھی اپنے مشائخ کی برکات کے طفیل محبانِ رسول اللہ ﷺ کے رابطہ روحانی میں منسلک ہیں۔

مظلوم مسلمان مہاجرین کی امداد:

کینیڈا میں بہت سی تنظیمیں مسلمان مہاجرین کی بحالی، بوسنیا، کشمیر، ہندوستان، فلسطین اور دیگر خطوں کے مجبور و معذور مسلمانوں کے لئے مالی وسائل فراہم کرنے میں کوشاں ہیں۔ (اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور غیر مسلم دنیا کے قلب کو بھی نور اسلام سے منور فرمائے)

جیل خانوں میں دعوت وتبلیغ اسلام:

تبلیغی دوروں پر تشریف لانے والے علماء کے ذکر اذکار میں ڈاکٹر آصف درا کوئک کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ وہ اب یو. ایس. اے منتقل ہو چکے ہیں۔ مگر اپنے وابستگان سے ملنے کبھی کبھی ٹورنٹو اور اوٹاوا آتے رہتے ہیں۔ ڈاکٹر آصف نے ٹورنٹو میں ''مسجد صوفیہ'' قائم کی جو اب کروشن (CROTION) مسجد کہلاتی ہے۔ پیشہ کے اعتبار سے فزیشن ہیں مگر سلسلہ ''رفاعیہ'' کے شیخ الطریقت بھی ہیں۔

قادریہ طریقہ کے کچھ افراد امریکن مسلمان تنظیم میں شامل ہیں اور سرگرمیوں میں پیش پیش، مگر وہ اس سے سوا بھی بہت کچھ ہیں۔ ''ٹورنٹو'' کے بازاروں اور جیل خانوں میں تبلیغ اسلام کے لئے جاتے اور کینیڈا کے لوگوں کو اسلام میں لانے کے لئے مساعی کرتے رہتے ہیں۔ وہ ابلاغ کے موثر ترین طریق سے شناسا ہیں، کہ خود بھی تبدیل مذہب کے عمل سے گزر کر اسلام قبول کر چکے ہیں۔ قادریہ طریقہ سے منسلک یہ افریقی بہن بھائی ولائے رسول پاک ﷺ سے سرشار ہیں۔ جب بھی ان کے سامنے رسول پاک ﷺ کے اسم مبارک کا ذکر آتا ہے تو ان پر رقت طاری ہو جاتی ہے سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصیدہ غوثیہ ان کا ورد وظیفہ ہے

ٹورنٹو میں ریڈیو پاکستان:

ٹورنٹو میں ''ریڈیو پاکستان'' پر ایک گھنٹہ سحری کا پروگرام ہوتا ہے جو ماہ رمضان میں مسلماں کو تہجد اور سحری کے لئے بیدار کرتا ہے۔ مسلمان ریڈیو پر اذان، تلاوت قرآن مجید، نعتیہ قصائد اور قوالیاں سنتے ہیں جو عبادت و ریاضت کے لئے تحریص و ترغیب کا باعث ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایوب قریشی اور عادل تیموری کو ایسے شاندار پروگرام بہم پہنچانے پر جزائے خیر سے نوازے۔ آمین

''نورالسلام کینیڈا'' کی اول ترین کاوشوں کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ جس نے سب سے پہلے مسلمانوں کی میتوں کی تدفین کا مسئلہ درست انداز میں حل کیا اور آج ٹورنٹو میں مسلمانوں کے لئے ایک الگ قبرستان موجود ہے۔ یہ ایک اور عملی مثال ہے جو ظاہر کرتی ہے کہ اہل سنت و جماعت ہی اصل مقتدا ہیں

کتب تصوف کی دستیابی:

الحمدللہ! آج قرآن مجید، کتب حدیث ان کے تراجم عرصہ دراز سے ''ٹورنٹو'' میں عموماً دستیاب ہیں۔ تصور اسلامی کی کلاسیکی کتب اصل صورت میں بھی اور تراجم کی شکل میں بھی انگریزی یا اردو یا دونوں زبانوں میں مقبول ہو رہی ہیں۔

سیدنا شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی ''سرالاسرار، فتوح الغیب، غنیۃ الطالبین، الفتح الربانی، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی احیاء علوم الدین، امام شہاب الدین عمر بن محمد سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی عوارف المعارف، مولانا عبداللہ بن علوی الحداد رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدۃ الاسلام، رسالۃ المعارفۃ آداب سلوک المریدین، النصائح الدینیہ، الدعوۃ التمہ، امام احمد مشہر بن طٰہٰ الحداد کی ''مفتاح الجنۃ'' حضرت داتا گنج بخش علی الہجویری قدس سرہ کی کشف المحجوب، مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی' امام عبدالوہاب الشعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی ''الانوار القدسیہ فی معرفۃ قواعد الصوفیہ'' امام یوسف بن اسماعیل النبہانی رحمۃ اللہ علیہ کی خلاصۃ المواہب اللدنیہ، سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی چنبھے دی بوٹی، شیخ محمد بن عبدالعزیز الوراق کی تبارک ذوالعلا، شیخ اویس بن محمد کی جواہر النفیس، مولانا عبدالعلیم صدیقی القادری رحمۃ اللہ علیہ کی ''ذکر حبیب ﷺ'' اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی حدائق بخشش دستیاب ہیں اور یہ محض چند نام ہیں اسی طرح اہل سنت و جماعت کے عقیدہ کے حامل رسائل و جرائد، کینیڈین مسلم سوسائٹی کا ''نیوز لیٹر'' انجمن ''حقانیۃ الاسلام'' کا سہ ماہی ''البشریٰ'' جماعت المومنون کا ''المقدمہ'' اور ورلڈ اسلامک مشن کا "Massage" بھی نظر آتے ہیں۔

اولیائے کرام کے عرس کی تقریبات کا انعقاد:

قریب ترین عہد میں اولیاء اللہ کے عرس کی تقریبات کے انعقاد کو ''ٹورنٹو'' میں مزید تحرک حاصل ہوا ہے۔ مسلمان کسی بھی ایک ولی اللہ کی حیات کاملہ کی تقریب کے سلسلہ میں بڑے ذوق و شوق سے جمع ہو جاتے ہیں۔ حضرت سیدنا شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی یاد میں ختم غوثیہ شریف کا ورد مقبول و مروج ہے کینیڈین مسلم سوسائٹی ''حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ، ڈاکٹر قدیر بیگ علویہ، ''مولانا عبداللہ ابن علوی الحداد رحمۃ اللہ'' قادری، خواجہ عبدالرحمٰن چوہروی، سید احمد شاہ اور حضرت طیب شاہ، وابستگان دامان رضویت، ''اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبدالعلیم صدیقی القادری رحمۃ اللہ علیہ'' کے عرس کا اہتمام کرتے ہیں۔ ان میں مخصلین جمع ہو کر ختم قرآن، تلاوت سورۂ یٰسین اور ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ قصائد حمد و نعت اور منقبت کے اشعار پڑھتے اور اس ولی مکرم کی حیات مبارکہ پر روشنی ڈالتے ہیں۔

رب ذوالجلال کا شکر ہے کہ مولانا عبدالعلیم صدیقی کی دعا اور ڈاکٹر قدیر بیگ کی روحانی تصرف کی بدولت ٹورنٹو میں تصوف کی روایت بار آور ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس کی راہ میں زیادہ سے زیادہ جہاد کر سکے۔ خدا کرے شیاطین ہزیمت خوردہ ہو اور صرف اللہ تعالیٰ، اس کے محبوب پیغمبر ﷺ، اہل بیت، صحابہ کرام اور اولیاء اللہ کی محبت ہی زندہ و پائندہ رہے۔ آمین۔ (بصد شکریہ، مجلّہ الخاتم، لاہور)

☆☆☆

علامہ محمد ابراھیم خوشتر

صدیقی قادری رضوی علیہ الرحمہ رحمۃ واسعہ*

مسعودِ ملت
پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دامت فیوضھم العالیہ

سُنّی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل کے بانی، مفتیٔ اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کے شاگرد رشید اور خلیفہ، ماہر تاریخ گو، خوبصورت دیوان ''قسیمِ بخشش'' کے شاعر، حضرت حجۃ الاسلام علامہ محمد حامد رضا خان علیہ الرحمہ کے مرید اور سوانح نگار، اہلسنت والجماعت کے عالمی مبلغ، جو مقیم تو ماریشیس (افریقہ) میں تھے، لیکن تبلیغ دین و مسلک کے سلسلے میں خوش فکر و خوش خیال، یورپ امریکہ ایشیا کے ممالک جن کے زیر قدم رہے---- ہاں انہی خوشتر کا تذکرۂ خوش فکر و خوش مآل حضرت مسعود ملت کے قلمِ خوش مقال کی زبانی سنیئے'' (ادارہ)

ماسوائے تو یا رسول اللہ!
سینہ جائے تو یا رسول اللہ!
شد برائے تو یا رسول اللہ!
جاں فدائے تو یا رسول اللہ!
دل گدائے تو یا رسول اللہ!

صلی اللہ علیک وسلم

حضرت والد ماجد مفتیٔ اعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ کی ذات گرامی دہلی میں مرجعِ خاص و عام تھی۔ چونکہ خانوادۂ اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ سے حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ کا خاص تعلق تھا۔ اس لئے گلشنِ رضا کے پھول بھی یہاں مہکتے تھے۔ ماضی کی حسین یادیں اب بھی بہارِ جانگذیں ہیں---- یہ دہلی کی باتیں ہیں، فقیر جب پاکستان آیا، بہاریں نذر خزاں ہوگئیں----

یاد ایام وصلِ یار افسوس!
دہر کے انقلاب نے مارا!

ایک عرصہ بعد ۱۹۷۰ء میں جب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ پر کام کا آغاز کیا تو جو دور ہوتے جارہے تھے، قریب ہونے لگے، اہل اللہ کے ذکر واذکار دلوں کو ملانے والے اور رشتوں کے جوڑنے والے ہیں، سبحان اللہ! ----گلشن رضا کے پھولوں سے فقیر کا غریب خانہ بھی مہکنے لگا۔ سب آنے لگے، سب کرم فرمانے لگے۔ علامہ حسن میاں مارہروی، ڈاکٹر محمد امین مارہروی، علامہ ریحان رضا خاں بریلوی، علامہ منان رضا خاں بریلوی، علامہ اختر رضا خاں بریلوی علامہ توصیف رضا خاں بریلوی، علامہ تقدس علی خاں قادری رضوی، مولانا شوکت حسن خاں قادری رضوی اور علامہ مشاہد رضا خاں قادری حشمتی وغیرہ وغیرہ۔ ہاں، فقیر کے ممدوح خانوادۂ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے تربیت یافتہ، یادگارِ سلف،

*(بانی: سنی رضوی سوسائٹی، انٹرنیشنل، ماریشس، ساؤتھ افریقہ)

سیاحِ خشک وتر، مبلغِ اسلام حضرت علامہ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی قادری رضوی، جمال پوری دامت برکاتہم العالیہ انہیں پھولوں میں سے ایک پھول ہیں جس نے غریب خانے کو اپنے وجودِ مسعود سے کئی بار معطر کیا ---- ذکرِ رضا، وصل و ملاقات کا وسیلہ بن گیا ----فالحمد اللہ علیٰ ذالك

علامہ خوشتر صدیقی کی ولادت با سعادت ۱۳۴۸ھ/۱۹۳۰ء میں مغربی بنگال (بھارت) میں ہوئی ----صد شکر کہ مولیٰ تعالیٰ نے ان کو دین و مسلک کی خدمت کی توفیق عطا فرمائی۔ بلاشبہ اسی کے کرم کے سائے ان کے ایام زندگی گزر رہے ۔

تری بندہ پروری سے مرے دن گزر رہے ہیں
نہ گلہ ہے دوستوں کا ، نہ شکایتِ زمانہ

علامہ خوشتر صدیقی بڑی خوبیوں کے مالک تھے ان کا رکھ رکھاؤ، ان کا دلپذیر اندازِ بیان، ان کا اخلاص، ان کی محبت، ان کی الفت نا قابلِ فراموش تھی ---- انہوں نے دارالعلوم منظر اسلام بریلی اور دارالعلوم مظہر اسلام، بریلی میں علوم نقلیہ وعقلیہ کی تحصیل کی اور جامعہ رضویہ مظہر اسلام، فیصل آباد سے دورۂ حدیث کی تکمیل کے بعد سند فراغت حاصل کی ---- علامہ موصوف نے جلیل القدر اساتذہ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ مثلاً حجۃ الاسلام علامہ محمد حامد رضا خاں بریلوی، مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خاں بریلوی، مفسر قرآن علامہ محمد ابراہیم رضا خاں بریلوی، محدث اعظم پاکستان علامہ محمد سردار احمد قادری رضوی، شیخ الحدیث علامہ تقدس علی خاں قادری رضوی، ادیب شہیر علامہ شمس الحسن شمس، بریلوی رحمھم اللہ وغیرہ وغیرہ ----

علامہ خوشتر صدیقی کو متعدد مشائخ طریقت کے علاوہ حضرت علامہ مفتی ضیاء الدین مدنی، حجۃ الاسلام علامہ محمد حامد رضا خان بریلوی اور مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ خاں بریلوی رحمھم اللہ سے مختلف سلاسل میں اجازت وخلافت حاصل تھیں۔ وہ کئی بار حج بیت اللہ شریف اور زیارت حرمین شریفین کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔

علامہ خوشتر صدیقی نے اپنی مذہبی خدمات کا آغاز ۱۹۶۵ء میں ماریشس سے کیا۔ امامت وخطابت کے علاوہ یہاں سنی رضوی سوسائٹی کے نام سے خالص مذہبی تنظیم قائم کی۔ جو سات سال کے اندر اندر مقامی سے بین الاقوامی ہوتی گئی۔ اب اس کی شاخیں پی ایم برگ، ٹونگاٹ، کیپ ٹاؤن، ڈربن، چیشٹورتھ، لوڈیم، پری ٹوریا، جوہانسبرگ، مانچسٹر، پیرس وغیرہ میں ہیں اور روز بروز ترقی پذیر ہیں۔ ''سنی رضوی سوسائٹی'' انٹرنیشنل کی سرگرمیوں سے متعلق رپورٹیں شائع ہوتی رہتی ہیں جن سے سوسائٹی کی بھرپور کارکردگی کا اندازہ ہوتا ہے----

علامہ خوشتر صدیقی کی سرپرستی میں ذکر وفکر کی روحانی محافل مسلسل منعقد ہوتی رہی ہیں۔ علامہ موصوف نے زندگی کو ضائع نہ کیا۔ اپنے نفس کے لئے دنیا جمع کرنا، یہ زندگی کوئی زندگی نہیں ---- دوسروں کے لئے کام کرنا دوسروں کی زندگی بنانا، دوسروں کی آخرت سنوارنا ---- ہاں یہ زندگی، زندگی ہے یہی اصل بندگی ہے ۔

خدا کے بندے تو ہیں ہزاروں، بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہوگا

علامہ خوشتر صدیقی جمالی ہیں، جلالی نہیں، حسن اتفاق دیکھئے کہ جمال پور ہی میں آپ پیدا ہوئے ---- وہ دلوں کو سنوارتے ہوئے چلے، دلوں کو توڑتے نہیں ---- ماحول کو بگاڑتے نہیں، بناتے ---- ان کو ظاہری طمطراق کی حاجت نہ تھی، مگر لوگوں کو ہے۔ ان کو تصویر کشی کی ضرورت نہیں، مگر لوگوں کو ہے---

ان کو تشہیر اور نام و نمود کی ضرورت نہیں، مگر لوگوں کو ہے ---- مخلوق کی ہدایت و مصلحیت کے لئے مشائخ کرام نے مجبوراً بعض ناپسندیدہ امور کو اختیار فرمایا ہے مگر اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ اللہ تعالیٰ نیتوں کو جاننے والا اور درگزر فرمانے والا ہے۔ فقیر تو وہ ہے جو زندگی میں اپنی ذات کے حجاب اکبر کو اٹھا کر واصل باللہ اور باقی باللہ ہو جائے۔

بادوست سپردیم چو از خویش گزشتیم
از خویش گزشتن چہ مبارک سفرے بود!

فقیر جو کام کرتا ہے اللہ کے لئے کرتا ہے۔ اپنے نفس کے لئے نہیں کرتا۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذّتِ آشنائی

علامہ خوشتر صدیقی شعر گوئی کا نکھرا ہوا ذوق رکھتے تھے وہ بریلی کے باکمال شاعر تھے، مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کے خلیفہ ہی نہیں شاعری میں ان کے تلمیذ رشید بھی تھے۔

آپ کا کلام "قسیمِ بخشش" کے نام سے ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۳ء میں ماریشس سے شائع ہوا۔ آپ کے استاد گرامی علامہ شمس بریلوی مرحوم و مغفور نے اس پر سیر حاصل مقدمہ لکھا ہے جس میں کلامِ خوشتر کی خوبیوں پر روشنی ڈالی ہے ---- خوشتر کا کلام ظاہری، باطنی محاسن سے مالا مال ہے ---- پسندیدہ اشعار پڑھنا اور سننا بھی سنت ہے، افسوس بعض لوگ اس سنت سے خود کو محروم کر رہے ہیں۔ شعر کی طرف رغبت سے فطرت کی پاکیزگی اور دل کی لطافت و نرمی کا اندازہ ہوتا ہے۔

اللہ اللہ ہستیِ شاعر
قلب غنچے کا، آنکھ شبنم کی

علامہ خوشتر صدیقی نے ذکر و فکر کی روحانی محفلیں منعقد کرنے کے علاوہ رسائل و کتب کی اشاعت کی طرف بھی پوری توجہ دی ہے۔ ہمارے مشائخ طریقت کو بھی ان کی طرح اس طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ ان کے پاس وسائل اور جذبے کی کمی نہیں۔ دین و مسلک کے لئے ان سے فائدہ اٹھانا ہی دین کی خدمت ہے۔ "سنی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل" کی طرف سے کتابیں، رسالے، اشتہارات، دعوت نامے، مختلف زبانوں میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ چند سالوں سے یہ سوسائٹی فقیر کی کتابوں کے انگریزی تراجم، افریقہ، انگلستان اور فرانس وغیرہ سے شائع کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوف اور ان کے تمام معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین!

افسوس کہ عالم اسلام کی مایۂ ناز شخصیت ۵/جمادی الثانی ۱۴۲۳ھ/۱۵/اگست ۲۰۰۲ء کو بروز جمعرات، ماریشس میں انتقال کر گئی۔ آپ کے سانحۂ ارتحال سے دنیائے اہلسنت کو جو پہلے ہی سے قحط الرجال کا شکار ہے ایک اور عظیم صدمے سے دوچار ہونا پڑا، اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں قربِ خاص میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین بجاہ رحمۃ للعالمین ﷺ

علامہ خوشتر نے پیرانہ سالی میں اپنے مشن کو عالمی سطح پر جاری رکھا اور اس کے لئے شب و روز سخت محنت کی آپ کی یہ جواں ہمتی جدید نسل کے لئے مشعل راہ ہے ---- وہ کریم ہمارے جوانوں کو بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلنے اور وقت سے صحیح فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے ---- آمین ---- مولیٰ تعالیٰ حضرت علامہ خوشتر صدیقی علیہ الرحمہ کا مبارک فیضان قائم و دائم رکھے اور ان کا علمی و روحانی مشن جاری و ساری رہے۔ آمین

ہر لحظہ نیا طور، نئی برق تجلی
اللہ کرے مرحلۂ شوق نہ ہو طے

فاضل بریلوی اور مفتی مالکیہ شیخ حسین مکی الازہری کا خاندان

مؤلف : محمد بہاء الدین شاہ ٭

نویں قسط

☆ الهدى التام في موارد المولد النبوى وما اعتيد فيه من القيام ،لائبریری ہذا میں اس کتاب کے تین مخطوطات موجود ہیں جن میں سے ایک بخط مصنف ہے جو ۱۳۶۰ھ میں لکھا گیا،۱۳۲/تصوف۔(۱۴۶)

☆حاشيه على شرح الد منهورى على السلم فى المنطق ،۱۴۰/علوم عربیہ(۱۴۷)

☆السوانح الناخرة في علم المناظرة،سن کتابت ۱۳۵۵ھ،۴۶/فقہ مالکی(۱۴۸)

☆ تحفة الخلان بتهذيب البيان ، بخط مصنف ، ۱۴۰/علوم عربیہ (۱۴۹) الدلیل المشیر میں اس کتاب کا نام یوں لکھا ہے "تحفۃ الخلان فی علم البیان علی شرح الشیخ عباس علی متن الشیخ عابد" (۱۵۰) اس کا ایک اور قلمی نسخہ بڑی تقطیع کے ۲۹۶/صفحات پر مشتمل صاحب المسلک الجلی کے پیش نظر تھا۔(۱۵۱)

☆ تدريب الطلاب في قواعد الاعراب ، سن کتابت ۱۳۳۰ھ ، بخط مصنف ، ۱۵۱/علوم عربیہ (۱۵۲) بقول فادانی یہ کتاب سوال و جواب کے انداز میں لکھی گئی اور دو جلدوں پر مشتمل ہے۔(۱۵۳)

☆ الفتوحات المكيه في القواعد النحويه، ۱۵۶/علوم عربیہ(۱۵۴)

☆هدية المنان الى تهذيب البيان ، بخط مصنف ، ۱۴۰/علوم عربیہ(۱۵۵)

☆رسالة في الخيل ،اس کتاب کے دو مخطوطات ہیں اور دونوں ہی ۱۳۳۳ھ میں لکھے گئے،۴۰/ادب(۱۵۶)

حرم مکی لائبریری میں موجود مذکورہ بالا کتب کے علاوہ شیخ محمد علی مالکی رحمۃ اللہ علیہ کی مزید تصنیفات کے نام یہ ہیں:

(۱)السوانح الجازمة فى التعاريف اللازمه، منطق کے موضوع پر۔

(۲)السادات الى سبيل الدعوات۔

(۳) انارة الدجا شرح تنوير الحجا، نظم سفينة النجا۔

(۴)بلوغ الامنية بفتاوى النوازل العصريه۔

(۵) عقود الفرائد،عقائد کے موضوع پر۔

(۶) المتصد السديد فى بيان خطاء الشوكانى فيما افتتح به رسالة القول المفيد،قاضی شوکانی کا رد نیز مسئلہ تقلید واجتہاد پر بحث۔

(۷)بوارق انواء الحج وفضائله وآدابه وما فيه من حكم واسرارو فضائل مكة والمدينة وماجاء فى فضل زيارة النبى ﷺ واهل بيته والتبرك بالآثار۔

(۸)سعادة الدارين بنجاة الابوين۔

(۹)شمس الاشراق فی حکم التعامل بالأوراق

(۱۰)فرائد النحو الوسیمة شرح الدرة الیتیمه۔

(۱۱) تقریرات علی حاشیه الخضری علی الفیه ابن مالک۔

(۱۲)همع الهوامع شرح جمع الجوامع۔

(۱۳)تقریرات علی کتاب العقد الفرید فی علم الوضع۔

(۱۴) الحواشی النقیه علی کتاب البلاغة، نخبة من علماء الازهر الذین هم الشیخ محمد طموم وزملاؤہ۔

(۱۵)تقریرات علی شرح المحلی لجمع الجوامع

(۱۶)حاشیه علی کتاب التلطف شرح التعرف علم اصول اور تصوف پر۔

(۱۷) تهذیب الفروق والقواعدالسنیه فی الاسرار الفقهیه، امام شہاب الدین احمد بن ادریس قرافی کی ''الفروق'' کی تلخیص۔

(۱۸) حواشی علی کتاب الاشباه والنظائر للسیوطی۔

(۱۹)انتصار الاعتصام بمعتمد کل مذهب من مذاهب الائمة الاعلام ۱۳۴۲ھ میں شائع ہوئی۔

(۲۰)ردع الجهلة واهل الفره فی اتباع قول من یرد المطلقه ثلاثاً فی مرة، مطبوعہ ۱۳۳۰ھ۔

(۲۱)توضیح احسن مایتننی وبه فی تعلیل المیتوته یکتفی، مطبوعہ ۱۳۴۲ھ۔

(۲۲) التنیقح لحکم التلقیح۔

(۲۳)رسالة بذیل التنقیح فی الفتوی عن ثلاث مسائل۔

(۲۴)تحزیر المسلمین من لبس البر نیطه وزی الکافرین، مطبوعہ ۱۳۵۷ھ۔

(۲۵)فصول البدائع فی رد ما اورده علی الهدی المنازع۔

(۲۶) الورد العلوی، اوراد و وظائف کے موضوع پر۔

(۲۷)القواطع البرهانیه فی بیان افک غلام احمد و اتباعه القادیانیه(۱۵۷)

فتنہ قادیانیت کے رد میں پورے عالم عرب میں سے کسی عرب عالم کی یہ پہلی مستقل تصنیف ہے۔

امام النحو شیخ محمد علی مالکی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کے ناموں پر غور کیا جائے تو یہ بات بخوبی عیاں ہوتی ہے کہ آپ مختلف علوم اسلامیہ میں درجہ کمال پر فائز تھے اسی باعث آپ نے حدیث، اصول فقہ، فقہ مذاہب اربعہ۔ عقائد، تصوف، مواعظ، منطق، لغت، بلاغت، نحو، علم الاصول اور شعر و ادب وغیرہ علوم کی اہم کتب پر حواشی لکھے یا ان موضوعات پر کتب تصنیف کیں۔ نیز وہابیت، دیوبندیت، غیر مقلدیت، قادیانیت و دہریت وغیرہ کے رد میں قلم کا بھرپور استعمال کیا۔ آپ کے شاگرد شیخ محمد یاسین بن عیسیٰ فادانی مکی عرب دنیا کے علمی حلقوں میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔ دارالعلوم دیوبند کے سابق مفتی اور دارالعلوم کراچی کے بانی مفتی محمد شفیع دیوبندی (م ۱۳۹۶ھ/ ۱۹۷۶ء) کے بیٹے جسٹس محمد تقی عثمانی (پ ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء) وغیرہ علماء نے شیخ فادانی کی شاگردی حاصل کی اور اسے اپنے لئے اعزاز سمجھا (۱۵۸) یہی شیخ محمد یاسین فادانی اپنے استاد شیخ محمد علی مالکی رحمۃ اللہ علیہ کے علم و فضل کے مختصر الفاظ میں یوں متعارف کراتے ہیں:

''شیخناالامام العلامة المتقن سیبویه زمانه و فرید عصره وأوانه فضیلة الشیخ محمد

علی بن حسین مالکی الدرس بالمسجد الحرام ورئیس الاساتذہ بمدرسۃ دارالعلوم الدینیہ"(۱۵۹)

دوسرے مقام پر آپ یوں رقم طراز ہیں:

"شیخنا و شیخ مشیخه دارالعلوم الدینیه و شیخ مشائخ اهل العصر بالحجاز الامام العلامة المدقق الفهامه الجامع بین علمی المنقول والمعقول والحاوی لعلم الفروع و علوم الاصول صاحب الفضیلة الشیخ محمد علی مالکی بن العلامة مفتی المالکیه بمکه فی عصره الشیخ حسین بن ابراهیم المغربی الازهری"(۱۶۰)

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۲۳ھ میں مکہ مکرمہ حاضر ہوئے اور وہاں تقریباً تین ماہ قیام کی سعادت حاصل کی تو ان دنوں شیخ محمد علی مالکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے بھائی مفتی مالکیہ شیخ محمد عابد مالکی رحمۃ اللہ علیہ کے معاون نیز مسجد الحرام میں مدرس اور مالکیہ کے امام تھے اور متعدد کتب تصنیف کر چکے تھے۔ اس دوران فاضل بریلی اور سیبویۃ العصر شیخ محمد علی مالکی کے درمیان متعدد ملاقاتیں ہوئیں اور آپ نے فاضل بریلوی کی دو اہم کتب "الدولۃ المکیہ" اور "حسام الحرمین" پر تقاریظ لکھیں نیز ۹ رصفر ۱۳۲۴ھ کو شیخ محمد علی مالکی فاضل بریلوی سے مختلف علوم و فنون اور تصوف کے جمیع سلاسل میں اجازت و خلافت حاصل کی(۱۶۱)

حضرت شیخ محمد علی مالکی رحمۃ اللہ علیہ کا عمر بھر معمول رہا کہ آپ ماہ رمضان المبارک میں بخاری شریف کا ختم فرمایا کرتے۔(۱۶۲)

زندگی کے آخری چند سالوں میں آپ شدید گرمی کے دنوں میں اہل و عیال سمیت طائف چلے جاتے جہاں کا موسم معتدل تھے۔ چنانچہ ۱۳۶۷ھ میں آپ مکہ مکرمہ سے زیارت روضہ رسول ﷺ کے لئے مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور پھر شعبان کے اوائل میں وہیں سے طائف چلے گئے۔ چند دن بعد مرض میں مبتلا ہوئے اور اسی باعث پیر کی صبح ۲۸ رشعبان ۱۳۶۷ھ کو وفات پائی (۱۶۳) اسی دن بوقت عصر آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں جم غفیر نے شرکت کی اور طائف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مزار کے قریب آسودۂ خاک ہوئے۔ تغمده برحمته ورضوانه وأسكنه فسيح جناته۔(۱۶۴)

حضرت شیخ محمد علی مالکی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات الدلیل المشیر، سیر وتراجم اور خیرالدین زرکلی کی کتاب "الاعلام" جلد ششم صفحہ ۳۰۵ رمیں درج ہیں۔ نیز شیخ محمد یاسین فادانی نے "بغیۃ المرید من علوم الاسانید" میں قلمبند کئے لیکن یہ کتاب تا حال شائع نہیں ہوئی۔ شیخ فادانی نے ہی آپ کے حالات اور اسناد و مرویات پر "المسلک الجلی فی اسانید فضیلۃ الشیخ محمد علی" کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی جو بڑی تقطیع کے ۶۲ رصفحات پر مشتمل ہے اور اس کا ایک ایڈیشن طبع ہو کر کمیاب ہو چکا ہے۔

حوالے وحواشی

(۱۴۶) فہرس مخطوطات مکتبۃ مکۃ المکرمہ، ص ۳۱۲۔

(۱۴۷) ایضاً ص ۳۲۳۔

(۱۴۸) ایضاً ص ۳۳۱-۳۳۲۔

(۱۴۹) ایضاً ص ۳۵۳۔

(۱۵۰) الدلیل المشیر ص ۲۷۲۔

(۱۵۱) المسلک الجلی ص ۵۹۔

(۱۵۲) فہرس مخطوطات مکتبۃ مکۃ المکرمۃ ۳۵۴

(۱۵۳) المسلک الجلی ص ۵۸۔

(۱۵۴) فہرس مخطوطات مکتبہ مکۃ المکرمۃ ص ۳۹۷۔

(۱۵۵) ایضاً ص ۴۱۴۔

(۱۵۶) ایضاً ص ۴۳۶۔

(۱۵۷) الدلیل المشیر ۲۷۲-۲۷۴، المسلک الجلی ص ۵۸-۵۹۔

(۱۵۸) الفیض الرحمانی باجازۃ فضیلۃ الشیخ محمد تقی العثمانی، شیخ ابی الفیض محمد یاسین بن محمد عیسیٰ فادانی مکی، دار البشائر الاسلامیہ بیروت لبنان، طبع اول ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء، ص ۳۔

(۱۵۹) المسلک الجلی ص ۳۔

(۱۶۰) ایضاً ص ۵۵۔

(۱۶۱) الاجازت المتینہ ص ۴۹۔

(۱۶۲) سیر وتراجم ص ۲۶۲۔

(۱۶۳) الدلیل المشیر ص ۲۷۱، ۲۷۴، رجال من مکۃ المکرمہ ج ۳ ص ۳۷، ۴۸، جبکہ المسلک الجلی ص ۶۱، سیر وتراجم ص ۲۶۰ پر آپ کا سن وصال ۱۳۶۸ھ لکھا ہے جو درست معلوم نہیں ہوتا۔

(۱۶۴) الدلیل المشیر ص ۴۷۶۔

(۱۶۵) نشر النور ص ۱۶۳، سیر وتراجم ص ۹۰۔

(۱۶۶) علامہ شیخ عبدالوہاب شافعی بصری ثم مکی (م ۱۳۲۲ھ) اپنے دور کے مشہور فقہاء میں سے ایک تھے۔ آپ نے ۱۲۹۱ھ میں ترک وطن کر کے مکہ مکرمہ میں سکونت اختیار کی اور شیخ عبدالحمید داغستانی شافعی (م ۱۳۰۱ھ)، علامہ سید محمد صالح زواوی شافعی نقشبندی مجددی مکی (م ۱۳۰۸ھ) وغیرہ فضلائے مکہ مکرمہ سے مزید تعلیم پائی بعد ازاں مسجد الحرام میں مدرس تعینات ہوئے اور طالبان علم کی کثیر تعداد آپ سے فیض یاب ہوئی۔ شیخ عبدالوہاب البصری نے تقریباً اسّی برس کی عمر میں وفات پائی اور قبرستان المعلیٰ میں تدفین عمل میں آئی۔ (نشر النور ص ۳۳۴)

☆☆☆

معارف رضا، گزارشات، اطلاعات!

آپکا ہردل عزیز ''معارف رضا، جنوری ۲۰۰۳ء سے اربابِ علم وفن کی تشنگی بجھانے کے لئے نئی آرائش وزیبائش کے ساتھ عروسِ نظر ہوا چاہتا ہے۔ منصۂ شہود پر جلوہ گری کے ۲۲ رسال مکمل ہوا چاہتے ہیں، ہمیں امید ہے کہ خورشید معارفِ رضا کے نور ونکہت، ضوفشانیوں، موضات کے تنوع اور نئے سیٹ اپ کے ساتھ، حاملینِ فکرِ رضا، اربابِ علم ووفا کے قلوب کوئی علمی وروحانی تابانیوں سے منور کرے گا۔ ۴۰ رصفحات پر مشتمل یہ ایک خصوصی شمارہ ہے، موضوعات کی تقسیم وترتیب کیسی رہی، معیار ومواد کیسا رہا؟ اس کے لئے آپ کی دلپذیر آراء ونقد ونظر ہمارے لئے باعثِ طمانیت اور اصلاحِ احوال ہوں گی۔

نوٹ: ۲۰۰۰ء سے اب تک معارف رضا کے سالانہ زرتعاون میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا جبکہ زمانے کے سرد وگرم، مہنگائی وگرانی طباعت واشاعت اور ڈاک خرچ کے اضافے کو آپ خوب جانتے ہیں لٰہذا جنوری ۲۰۰۳ء سے سالانہ زرتعاون =/۱۵۰ روپے ہدیہ، فی پرچہ =/۱۵ روپے مقرر کیا جارہا ہے جبکہ بیرون ممالک کے لئے =/۱۰ رڈالر (مبلغ =/۶۰۰ روپے) زرتعاون برقرار رکھا گیا ہے

نرخنامہ اشتہارات

آخری صفحہ (پشت سرورق) فی اشاعت، چارکلر =/5000 ☆ آخری صفحہ (پشت سرورق) فی اشاعت B/W =/2500 ☆ اندرونی صفحہ سرورق، فی اشاعت B/W =/2000 ☆ اندرونی صفحات، پورا صفحہ فی اشاعت B/W =/1500 ☆ اندرونی صفحات، آدھا صفحہ، فی اشاعت B/W =/1000 (نوٹ) اشتہار کی رقم کی ادائیگی بذریعہ منی آرڈر/ چیک/ بینک ڈرافٹ صرف بنام ماہنامہ ''معارف رضا'' کراچی عنایت فرمائیں، اشتہارات کی اشاعت ادارہ کی مرضی پر منحصر ہے۔ رقم اشتہار کے مضمون کے ساتھ ہی ارسال کریں۔

خواتین کا معارف

تعلیم نسواں اور صحابیات رضی اللہ عنھن

مفتی انتظام اللہ شہابی

"خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم" کے مصداق صحابہ تابعین وتبع تابعین وصلحائے امت ہیں کہ جن کے نقش قدم پر چل کر ہی موجودہ دور کے مسلمانوں کی اصلاح وفلاح ہو سکے گی۔

ابن حجر عسقلانی نے الاصابہ فی تمیز الصحابہ میں قرن اوّل کی پندرہ سو تینتالیس محدث خواتین کا ذکر کیا ہے۔ تہذیب الاسماء تاریخ بغداد، خطیب وغیرہ کتب میں خواتینِ سلف کے تذکرے لکھے گئے ہیں۔ نفحات الانس، اخبار الاخیار میں عارفات کا تذکرہ ہے۔ غرض کہ اسلامی تاریخ میں ہزار ہا خواتین کے احوال ملتے ہیں۔

خواتین کا مرتبہ اسلام میں بہت بلند ہے، پہلے پہل جس محترم خاتون نے اسلام قبول کیا وہ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں اسی طرح علم وفضلِ دینی میں بھی ان کا درجہ بلند ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا تھا کہ اپنی نصف دینی تعلیم کے لئے انہیں عائشہ پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی پوتی سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا مستند محدثہ تھیں۔ فسطاط میں امام شافعی ان کے حلقۂ درس میں شریک ہوا کرتے۔ (تہذیب الاسماء، ص ۸۴۸)

فاطمہ بنت الاقراع اعلیٰ درجہ کی خوشنویس اور فاضلہ خاتون تھیں۔ کثرت سے ان کے شاگرد تھے۔ (ابن خلکان، ص ۲۵۱)

فخر النساء جامع بغداد میں وعظ کہتی تھیں۔ (الکامل صفحہ ۱۰۸)

ابوالخیر الاقطاع کی دادی عنیدہ کے حلقہ درس میں پانچ سو طلباء شریک ہوا کرتے تھے۔

خطیب بغدادی کی استاد کریمہ بنت احمد المروزی تھیں۔ موصوف نے صحیح بخاری انہی سے پڑھی تھی (معجم الادیان، ص ۲۴۷)۔ علی بن عساکر کے اساتذہ میں اس سے زیادہ خواتین ہیں۔ (معجم الادیان، ص ۲۴)

ابن بطوطہ نے عائشہ بنت محمد اور زینب بنت کمال الدین سے سند حاصل کی۔ غرض کہ اس تذکرہ میں کثیر التعداد خواتین کا ذکر ہے جن کی علمی خدمات بیحد و بے پایاں ہیں۔ خواتین کرام علم وفضل کے سوا عابدہ زاہدہ اس پایہ کی تھیں کہ اکابر وعلماء مشائخ نے ان کے آغوش میں تربیت پائی ہے۔

تاریخ تعلیم نسواں:

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ العلم فریضة علی کل

مسلم و مسلمة ۔آں حضرت ﷺ نے بعثت کے بعد سے ہی قرآن مجید جو نازل ہوتا وہ مسلمان مردوں اور عورتوں کو سناتے اور جولکھ سکتے ان کولکھوادیتے ۔ دارِارقم میں قرآن کی تعلیم کا انتظام تھا۔ یہ پہلی درسگاہ تھی کہ جہاں آنحضرت ﷺ جو مسلمان ہونے آتا اس کو قرآن کی تعلیم دیتے اور جو تعلیم پالیتا اس کو معلم بنا کر مسلمانوں کے گھروں پر بھیجتے ۔ جیسے جناب بن الارت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فاطمہ رضی اللہ عنہا اور بہنوئی سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو ان کے گھر جا کر قرآن کی تعلیم دیتے تھے ۔(۲)

قرآن کا حصہ سورۂ طٰہٰ کاغذ پر لکھا ہوا تھا۔ پھر مدینہ کے لوگوں نے بیعت کی ان کے ساتھ ایک معلم صحابی کو حضور ﷺ نے قرآن اور احکام اسلام کی تعلیم دینے کے لئے مدینہ بھیجا۔ یہ مقریٰ کہلاتے تھے یہ ابوامامہ کے ہاں مقیم تھے(۳)۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو یہاں مسجد کی تعمیر کے ساتھ اس کے متصل ایک صفہ تعمیر کیا۔ یہاں غریب صحابہ کو ٹھہرایا جاتا اور ان کی تعلیم کا انتظام کیا جاتا۔ اسی طرح صحابیات کے لئے آنحضرت ﷺ نے ان کی خواہش کے مطابق انتظام کیا۔ آپ ہفتہ میں ایک بار خواتین کو جمع کر کے ان کو باقاعدہ تعلیم دیتے اور پند ونصائح فرمایا کرتے ۔

بلاذری نے لکھا ہے:

''ابتدائی دور اسلام میں پانچ عرب خواتین ایسی تھیں جولکھنا پڑھنا جانتی تھیں، حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہ، ام کلثوم بنت عقبہ، عائشہ بنت سعد، مریم بنت مقداد، الشفا بنت عبداللہ رضی اللہ عنہن (۴)''

الشفاء کا درس وتدریس کا مرکز کہاں تھا، تاریخ خاموش ہے مگر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ کو انہوں نے پڑھایا تھا اور آنحضرت ﷺ نے ان سے کہا تھا کہ وہ آنحضرت سے شا کے بعد بھی حفصہ رضی اللہ عنہا کو پڑھاتی رہیں۔

ازواج مطہرات میں سے حضرت عائشہ رضی اللہ ع اور حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا پڑھ سکتی تھیں لیکن انہیں لکھنا نہ آتا تھا۔ (فتوح البلدان ص ۴۸۸)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کاشانہ میں صحابہ بچیاں قرآن شریف پڑھا کرتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ ع سے تو صدہا خواتین نے قرآن وحدیث کی تعلیم حاصل کی۔ ام المومنین، انصار خواتین کی تعریف کیا کرتی تھیں کہ وہ ہر مضمون عبور حاصل کرنے میں ذرا بھی نہیں ہچکچاتیں۔ (بخاری ص ۴۶)

عموماً صحابہ کرام اپنی اولاد کو خود تعلیم دیتے۔ مرد ا مقام پر تعلیم حاصل کرتے اور عورتوں کے لئے گھر پر ہی تعلیم انتظام ہوتا۔ عیسیٰ بن مسکین متوفی ۲۷۸ھ ظہر کے وقت تک شاگردوں کو پڑھاتے اس کے بعد اپنی بیٹیوں، برادرزادیوں پوتیوں، نواسیوں کو قرآن مجید اور دیگر علوم کی تعلیم دیا کرتے ۔
(التعلیم عند القابسی ص

☆☆☆

حاشیہ

(۱) حضرت سیدہ نفیسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت علی کرم اللہ الو الکریم کی پوتی نہیں بلکہ لکڑ پوتی تھیں۔ انکا شجرۂ نسب یوں ہے، حضرت نفیسہ بنت الحسن بن زید بن امام حسن بن امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ تعا عنہم، قاھرہ مصر میں ان کا مزار مرجع خاص وعام ہے۔ اسی نام کی ان کی ایک پھوپھی بھی گزری ہیں، ان کا نام گرامی سیدہ نفیسۃ الکبریٰ تھا۔

(۲-۳) سیرت ابن ہشام اردو صفحہ ۱۱۶، ۱۱۵۔

(۴) فتوح البلدان صفحہ ۴۵۸

☆☆☆

طلباء کا معارف

صدام یونیورسٹی فار اسلامک اسٹڈیز، بغداد معلیٰ کی تعلیمی وتربیتی سرگرمیاں

مولانا عبدالمبین سبحانی، بغداد شریف

''صدام یونیورسٹی فار اسلامک اسٹڈیز، بغداد شریف
ان اہم یونیورسٹیوں میں سے ایک ہے جن کا وجود اس لئے
تاکہ عالم اسلام کے مختلف گوشوں سے آنے والے طالبانِ علوم
یہ کی جائے پناہ بن سکے۔

عراق کے صدر صدام حسین اور اسلامک کانفرنس کے
گنائزیشن کے ارکان کے مابین ہوئی ملاقات کے بعد ۲۲ر نومبر
۱۹۸ء کو صدر صدام حسین کی ایماء پر اس یونیورسٹی کا قیام عمل میں
یا۔

اسلامی افکار ونظریات کی حامل یہ عظیم الشان یونیورسٹی
ن ایسے کالجز پر مشتمل ہے جن کی تحت متعدد شعبہ جات اور فیکلٹیز
ں۔ چنانچہ عربی زبان وادب پر مکمل گرفت اور قرآنی اسرار ونکات
سے واقفیت کے لئے ایک مستقل فیکلٹی بنام ''كلية العقيدة والدعوة
اسلامية'' کا انتظام دوسری فیکلٹی کی صورت میں کیا گیا ہے، اسی
رح مذاہبِ سبعہ میں تقابلی نہج پر درس دینے اور انٹرنیشنل قانون
لو اسلامی نقطۂ نظر سے پیش کرنے کے لئے ایک تیسری فیکلٹی بنام
'كلية الفقه والاصول'' کا الگ خصوصی اہتمام ہے۔

عصری تقاضوں سے ہم آہنگ علم وادب کی اس شمع کا
روشن ہونا تھا کہ عالم اسلام کے گوشے گوشے سے پروانوں کا ایک
سیلاب امنڈ پڑا اور بے شمار شائقینِ علم وفن نے یہاں علم وعمل کے
حسین زیور سے خود کو آراستہ کیا چنانچہ چند سال کی قلیل مدت میں
درجۂ بی۔اے (B.A) میں فراغت حاصل کرنے والے طلبہ کی
مجموعی تعداد ۱۲۵۲ باتیں جب کہ ایم۔اے (M.A) میں ۳۷ اور
پی۔ایچ۔ڈی (P.H.D) میں ۹ر طلبہ نے فراغت حاصل کی اور آج
تقریباً بیالیس (۴۲) ممالک کے طلبہ اس چشمۂ رحمتِ علم سے اپنی
علمی تشنگی بجھانے میں مصروف ہیں۔

طلبہ کی صحیح تعلیم وتربیت کے لئے مختلف علوم وفنون میں
ماہر ذی استعداد اساتذہ کی ایک مستقل ٹیم موجود ہے۔ ۱۵ر افراد پر
مشتمل پروفیسرز اور اسکالرز کا یہ نورانی قافلہ پوری عرق ریزی اور
خلوص وللّٰہیت کے ساتھ طلبہ کو نکھارنے اور علمی وعملی خوبیوں سے مسلح
کرنے میں سرگرم عمل ہے، چنانچہ اس سلسلے میں متعدد پروگراموں
کے تحت طلبہ کو اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرنے کا خوشگوار موقع فراہم
کیا جاتا ہے جن میں یونیورسٹی کے پریزیڈنٹ ڈاکٹر محمد مجید السعید
زید مجدہٗ اور دیگر اساتذہ کے زیر نگرانی مختلف مجلسوں کا انعقاد بھی
شامل ہے۔

یونیورسٹی کے اعلیٰ معیار اور طلبہ کی دلچسپیوں کے پیش نظر عالمِ اسلام کی مشہور یونیورسٹیوں سے ''سندی معادلے'' بھی کئے گئے ہیں تاکہ ایک دوسرے کی تعلیمی و تربیتی سرگرمیوں سے آگاہی کے ساتھ ساتھ علمی و ثقافتی تبادلے بھی کئے جا سکیں اور اس طرح سے طلبہ میں تقابلی فکر بیدار کی جا سکے جس سے وہ اپنے آپ کو مثالی انداز میں پیش کرنے کے لئے مستعد ہو سکیں۔ چنانچہ ۱۸ریونیورسٹیوں سے ''سندی معادلے'' ہو چکے ہیں جن میں عربی جامعات کی اکثریت ہے ساتھ ہی ہندوستان کے تین اہم سنی مدارس ''الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور، جامعہ اشرف کچھوچھہ شریف اور دارالعلوم علیمیہ جمدہ شاہی بستی سے بھی سندی معادلے ہو چکے ہیں

افادہ و استفادہ کے مدنظر یونیورسٹی میں ایک عظیم الشان لائبریری بھی موجود ہے جس میں درسی وغیر درسی ۱۲۷۱۷ رسے زائد مراجع و مصادر کی کتابیں موجود ہیں ساتھ ہی اندرون لائبریری ایک وسیع ہال کو مطالعہ گاہ بنایا گیا ہے جس میں حسن ترتیب و انتظام اور ماحول کو خوشگوار و پرسکون بنائے رکھنے کی طرف خصوصی دھیان رکھا گیا ہے۔

طلبہ کی رہائش کے لئے باضابطہ ایک وسیع و عریض منزلہ ہاسٹل بھی موجود ہے جس میں طلبہ کے لئے ہر ممکن سہولت فراہم کردی گئی ہے ساتھ ہی ہاسٹل سے یونیورسٹی متعینہ وقت پر طلبہ کو پہنچانے کے لئے یونیورسٹی میں مستقل دو بسوں کا انتظام بھی ہے

ترتیب وپیشکش: سید وجاہت رسول قادری

ہمارا خدا ایک ہے، پاک اور بے عیب ہے، پیارے بچو! ذرا سوچو جس آسمان کے نیچے اور جس زمین کے اوپر ہم بستے ہیں، ان میں طرح طرح کے انسان، جانور، پرندے، درخت، سبزے، میوے اور پھل، جنگلات، کھیت، پہاڑ، دریا اور سمندر وغیرہ موجود ہیں، پھر آسمان میں سورج ہے، چاند اور ستارے ہیں، ہر روز سورج نکلنے کے ساتھ ساتھ روشن دن آتا ہے، اور اس کے غروب ہوتے ہی اندھیرا چھا جاتا ہے، رات آجاتی ہے، آسمان پر چاند اور تارے روشن ہوجاتے اور چمکنے لگتے ہیں۔ پھر آسمان سے بادلوں کے ذریعے پانی برستا ہے، ہوائیں چلتی ہیں سال بھر میں موسم تبدیل ہوتے رہتے ہیں، گرمی، جاڑا، برسات، بہار، خزاں، آخر ان تمام چیزوں کو کس نے پیدا کیا؟ اور ان کا ایک مقررہ قاعدے کے ساتھ انتظام کون چلا رہا ہے؟ یہ تمام چیزیں اُسی اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی ہیں، جو ایک ہے اور ہر چیز پر قادر ہے یعنی ہر شے پیدا کرسکتا ہے اور مٹا سکتا ہے پھر دوبارہ پیدا فرما سکتا ہے اور ہر شے اسی کے حکم اور انتظام کے تحت چل رہی ہے اور اسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے۔ آسمان وزمین کی ہر شے اس کی سلطنت میں ہے اس کا کوئی ساتھی نہیں، کوئی کسی طرح سے اس کا شریک نہیں۔ اس لئے کہ ہر شے اُس نے پیدا کی ہے اور اُس کو کسی نے پیدا نہیں کیا، وہ ہمیشہ سے ایک ہے اور ہمیشہ ایک رہے گا۔ اس کے کوئی اولاد نہیں۔ ساری دنیا ہر معاملہ میں اسی کی محتاج ہے، لیکن وہ کسی کا محتاج نہیں۔ وہ ہر چیز سے بے نیاز، سب کا پالنے والا ہے۔

اس لئے پیارے بچو! اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ہر شخص پر واجب یعنی ضروری ہے۔ جب یہ ضروری ہوا تو اس کیلئے یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتنی صفات واجب ہیں اور کتنی ناممکن۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی شان میں ۲۱ صفات ایسی ہیں جو واجب ہیں اور ایسے ہی ۲۱ صفات ایسی ہیں جو اس کے شایان شان نہیں یعنی اس کے لئے محال (ناممکن) ہیں۔ آپ کے یاد رکھنے کے لئے ان دونوں قسم کی صفات کا ذکر نیچے کیا جارہا ہے:

واجب صفات:

۱- وجود (ہونا) ۲- قِدم (ازلی، یعنی ہمیشہ سے ہونا)

۳- بقا (ہمیشہ باقی رہنا)

۴- حوادث کی مخالفت (یعنی زمانہ، وقت اور جگہ کی تبدیلی کا اس کی ذات پر کوئی اثر نہ ہونا، اس لئے کہ ان سب چیزوں کا وہ خود خالق ہے)

۵- قیام بالنفس (یعنی خود اپنی ذات سے قائم ہونا)

۶- وحدانیت (ایک ہونا)

۷-قدرت (ہر کام کرنے کی طاقت ہونا)

۸-ارادۃ (چاہنا، یعنی جو چاہے، وہ کرے)

۹-علم ۱۰-حیات

۱۱-سمع (آواز کے سننے کی قوت)

۱۲-بصر (ہر شے کے دیکھنے کی قوت)

۱۳-کلام

۱۴-قادر (ہر کام کے انجام دینے کی قدرت والا)

۱۵-مرید (یعنی صاحب ارادہ ہونا)

۱۶-عالم ہونا ۱۷-حی (ہمیشہ سے ہمیشہ تک زندہ رہنے والا)

۱۸-سمیع (ہر آواز کا سننے والا ہونا)

۲۹-بصیر (ہر شے کا دیکھنے والا ہونا)

۲۰-متکلم (بولنے والا ہونا) ۲۱-صادق (سچا ہونا)

ناممکن یا محال صفات:

۱-عدم (نہ ہونا) ۲-حدوث (نیا پیدا ہونا)

۳-فنا (باقی نہ رہنا، مٹ جانا)

۴-حوادث کی مماثلت (زمانہ، وقت جگہ وغیرہ کی تبدیلی کا اثر قبول کرنا) ۵-احتیاج (کسی دوسرے کا محتاج ہونا)

۶-تعدد (کئی ایک ہونا) ۷-عجز (قدرت نہ ہونا)

۸-کراہیت (جبر وزبردستی ہونا)

۹-جہل (کسی شے کا علم نہ ہونا یا بعض کا نامکمل علم ہونا)

۱۰-موت ۱۱-بہرہ پن

۱۲-اندھا پن ۱۳-گونگا پن

۱۴-عاجز ہونا ۱۵-مجبور ہونا

۱۶-جاہل ہونا ۱۷-موت کا طاری ہونا

۱۸-بہرہ ہونا ۱۹-اندھا ہونا

۲۰-گونگا ہونا

۲۱-کاذب (جھوٹا ہونا یا جھوٹا ہونے کی صلاحیت رکھنا)

پیارے بچو! اللہ تعالیٰ کے لئے جائز ہے کہ کسی ممکن عمل کو کرے یا اسے ترک کردے، یہ اس کی مرضی ہے۔ جیسے کہ زندہ کرنا، مارڈالنا، اس لئے کہ رب تعالیٰ اپنی سلطنت میں اپنی مرضی کے مطابق جیسا چاہتا ہے تصرف یعنی عمل فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب قرآن کریم میں اپنی شان یوں بیان فرماتا ہے "فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ" یعنی "وہ جو چاہے کرنے والا ہے"

پیارے بچو! ہمیں اس کے نام، اس کی شان اور عظمت کا احترام کرنا چاہیے ہر حال میں اس کا شکر ادا کرتے رہنا چاہیے اور اپنے ہر کام کے لئے اسی سے دعا مانگنی چاہیے اور اسی کی عبادت کرنی چاہیے۔

(ماخوذ "از درس اسلام")

☆☆☆

کتبِ نو
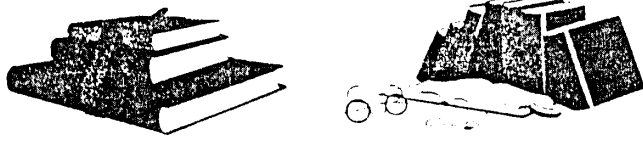
نئی کتب کے تعارف کی اشاعت کیلئے دو نسخے آنا لازمی ہیں

(سید محمد خالد قادری)

"IMAM AHMAD RAZA'S CONCEPT OF A TEACHER"

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے نظریات اور افکار کے حوالے سے ایک اسلامی معاشرے میں ایک استاذ میں کیا خوبیاں ہونی چاہیے وہ طلباء کی تعلیم اور کردار سازی پر اس کے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟ زیر نظر کتاب اس موضوع پر ایک نادر انگریزی تحریر ہے جو کہ نہ صرف معلم کیلئے بلکہ تمام تعلیمی اداروں کیلئے ایک گائڈ لائن کی حیثیت رکھتی ہے۔

تحریر......محترم پروفیسر رانا محمد دلشاد صاحب　　صفحات......۱۶

قیمت......۶/روپیہ ڈاک ٹکٹ بھیجکر طلب فرمائیں

ناشر......ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، 25 جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل) صدر، کراچی (74400)

استاذ شعبۂ تعلیم، اسلامی یونیورسٹی بہاولپور نے یہ مقالہ بڑی کاوش و تحقیق سے تحریر کیا ہے، طلبہ اور اساتذہ کے لئے اس کا مطالعہ ناگزیر ہے۔

''اسوۂ حسنہ کے چراغ''

''اسوہ'' کے معنی ہے مشکل کشا در مہمات، یعنی دنیا و آخرت کی تمام مہمات میں رہنمائی کرنے والا، مطلب یہ ہوا کہ آپ ﷺ کی ذات مبارکہ تمام انسانوں کیلئے نمونۂ حیات ہے اس لئے آپ کی سیرت مبارکہ وہ قابل اتباع بھی ہے اور واجب الاتباع بھی۔

تحریر......صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری،　　صفحات......۶۴

ناشر......ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل

''فضائل رمضان''

اس کتاب میں قرآن، رمضان، شفاعت، زکوۃ، روزہ، تلاوت، تراویح، فلسفۂ اعتکاف، شب قدر کے فضائل وغیرہ کو بڑے اچھوتے انداز میں بیان کیا گیا ہے اور معاشرے کے ایسے افراد جو کہ رمضان المبارک کے روزوں کو محض ترک اکل و شرب تک محدود سمجھتے ہیں، ان کے لئے اس کتاب میں دعوتِ رجوع الی اللہ کا سامان ہے اور اہل محبت کیلئے ترغیب و تشویق کے گلستاں۔۔

تحریر......صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

صفحات......۵۶　　ھدیہ......۱۰/روپیہ

پبلشرز......المختار پبلی کیشنز، 23 جاپان مینشن رضا چوک (ریگل) صدر، کراچی

''قرآن سنت کی روشنی میں مسئلہ ختم نبوت''

مسئلہ ''ختم نبوت'' جیسے اہم موضوع پر اب تک بہت کچھ لکھا گیا ہے اور لکھا جاتا رہے گا۔ لیکن زیر نظر کتاب عالم اسلام کے ایک عظیم عالم دین اور مبلغ اسلام حضرت علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک خوبصورت تحریر ہے جو قرآن و حدیث کی روشنی میں دلائل و براھین کے ساتھ لکھی گئی ہے اس کو پڑھ کر قاری کی معلومات میں بیش بہا اضافہ ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ رئیس التحریر کا منفرد اسلوب نگارش اور زبان کی فصاحت و بلاغت قاری کے ادبی ذوق کی سیرابی کا سامان بھی مہیا کرتی ہے۔

تصنیف......علامہ ارشد القادری

صفحات......۳۲　　قیمت......۱۰/روپیہ ڈاک ٹکٹ

ناشر......صفہ اکیڈمی، مدینہ مارکیٹ، دبئی چوک صدر، لاہور

دور و نزدیک سے

مرتب: شیخ ذیشان احمد قادری

میاں فضل احمد حبیبی مجددی (لاہور)

معارف کے مضامین اور صاحبانِ مضامین پر ایک نظری سیر کی۔ پھر چیدہ چیدہ مضامین کی سیر کی۔ حمد باری تعالیٰ، نعت رسول مقبول ﷺ، تاریخِ وصال، سلام رضا، پھر اپنی بات کے بعد احادیثِ موضوعہ ص ۱۷ ار ''فروغِ رضویت میں فقیہ ملت کا کردار'' ص ۲۳ ''فتاویٰ رضویہ کا اسلوب تحقیق'' ص ۲۹ ''امام احمد رضا کا نظریۂ سائنس'' صفحہ ۶۹ ''حضرت بریلوی کے ایک گمنام مداح حضرت مولانا چوہدری محمد عبدالحمید خاں علیہ الرحمۃ'' صفحہ ۱۵۶ ارکو آج کی نشست میں پڑھا ہے۔ الحمدللہ طباعت میں حروف میں کہیں کوئی کمی نہیں پائی گئی۔ یہ ادارہ، کارکنان اور ارکان کی انتھک محنت کا ثمرہ ہے۔ رسالہ کا ٹائیٹل سادہ ہونے کے باوجود بڑا دلکش ہے۔ سادگی میں وقار پایا جاتا ہے۔ مضامین کی تعریف کی ضرورت نہیں نہ ان پر تبصرہ کی ضرورت ہے۔ پیرایہ اتنا خوبصورت ہے کہ نظروں سے گزر کر دل میں اترتے گئے۔

حوّا برِے احمد (گھانا، افریقہ)

اللہ تبارک وتعالیٰ آپ پر رحمت ورضوان کی بارش فرمائے اور آپ کو صحت وعافیت اور عمرِ طویل عطا فرمائے تاکہ آپ زیادہ سے زیادہ اسلام کی خدمت کرسکیں۔ میں آشا ایمن، (گھانا) میں ایک مسلم خواتین مطالعاتی جماعت کی حاجبہ اور ناظمہ ہوں۔ مجھے اس بات سے بہت مسرت ہوئی کہ آپ نے میری بہن مسز ماریہ شریف لوئس کے خط لکھنے پر اسلامی (انگریزی) کتب کا ایک خوبصورت تحفہ بھیجا۔ ماریہ کو کتب کا یہ تحفہ بہت پسند آیا وہ آپ کی اور آپ کے ادارے کی تہہ دل سے شکر گزار ہے اور آپ کو سلام کہلواتی ہے۔ اس نے اپنے شوہر سے کہا ہے کہ وہ ادارہ سے قیمتاً مزید اسلامی انگریزی کتب منگوائے۔ میں بھی اپنے چار چھوٹے بچوں کو اسلامیات کی تعلیم دینا چاہتی ہوں میری خواہش ہے کہ وہ ایک اچھے مسلمان اور مستقبل کے مسلم اسکالر بنیں۔ میں چونکہ ایک غریب خاندان سے تعلق رکھتی ہوں بلکہ اگر آپ پوچھیں تو میں ایک مستحق زکوٰۃ عورت ہوں اور میرے وسائل اتنے نہیں کہ پاکستان سے اسلامی تعلیمات کی کتب (انگریزی) منگواسکوں اور اہلسنت کے لئے ایسا انگریزی لٹریچر یہاں دستیاب نہیں۔ لہٰذا آپ سے درخواست ہے کہ آپ اسلامی تعلیمات سے متعلق انگریزی لٹریچر ہمیں مفت مہیا فرمائیں۔ تمام اہل خاندان آپ کے بہت ممنون ہوں گے اور آپ کے اور آپ کے ادارے کے لئے ہمیشہ دعاگو رہیں گے۔

حضرت علامہ مولانا علیم الدین قادری

(دارالعلوم سلطانیہ، جہلم)

برادر گرامی قدر مدظلہ العالی (علامہ جلال الدین قادری) کتاب احکام القرآن جلد اول پر تعارفی نوٹ آپ نے جس محنت ومحبت سے لکھا، اس پر شکر گزار ہوں۔ مولانا چودھری محمد عبدالحمید خان رئیس رحمۃ اللہ کی ایک اور تصنیف کے بارے میں علم ہوا ہے۔ اس کا نام ہے ''مجموعۂ حمیدہ'' اس پر ''قومی رپورٹ'' میں تبصرہ شائع ہوا تھا یہ کوئی اخبار ہوگا یا رسالہ۔ پھر اسی تبصرہ کو مولوی اشفاق الرحمٰن کاندھلوی مفتی مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کی کتاب الدر البهيه فی احکام الاضحیه کے آخر صفحہ ۲۹ پر درج کیا گیا۔ دونوں کتابیں حاجی۔کے۔محمد محی الدین حنفی القادری نے کتب خانہ معسکر بنگلور سے شائع کیں۔ اس تبصرہ کا خلاصہ یہ ہے۔ ضخامت ۴۱۳ رصفحات سے زائد، ابتداء میں ابوالکلام آزاد کا مضمون نیز اردو میں خطبہ پڑھنے میں علمائے حرمین شریفین کی طرف سے عدم جواز کا فتویٰ۔ خطبات عیدین عربی میں ہیں۔ ساتھ ہی اردو نظم میں ان کا ترجمہ ہے۔ لکھائی عمدہ، ...اف اور با اعراب، سرورق رنگین اور خوشنما، قیمت ۱۲ ر مجلد۔

☆☆☆

پیغامِ رضا امتِ مسلمہ کے نام

فروغِ تعلیم اور امتِ مسلمہ کے کامیاب مستقبل کے لئے

امام احمد رضا کا دس نکاتی پروگرام

۱۔ عظیم الشان مدارس کھولے جائیں، باقاعدہ تعلیمیں ہوں۔

۲۔ طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نخواہی گرویدہ ہوں۔

۳۔ مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں ان کی کارروائیوں پر دی جائیں۔

۴۔ طبائع طلبہ کی جانچ ہو، جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دے کر اس میں لگایا جائے۔

۵۔ ان میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دے کر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً و تقریراً و وعظاً و مناظرۃً اشاعتِ دین و مذہب کریں۔

۶۔ حمایتِ مذہب و ردِ بدمذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں۔

۷۔ تصنیف شدہ اور نوتصنیف رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مفت تقسیم کئے جائیں۔

۸۔ شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں، جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبیِ اعداء کے لئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔

۹۔ جو ہم میں قابلِ کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انہیں مہارت ہو لگائے جائیں۔

۱۰۔ آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں، وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایتِ مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلاقیمت روزانہ یا کم از کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

حدیث کا ارشاد ہے کہ "آخر زمانے میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا" اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلام

(فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۱۲، صفحہ نمبر ۱۳۳)